خواتین کے مساجد میں آنے کی شرعی حیثیت

مفتی سید محمد منور شاہ سواتی

دور حاضر جو کہ فتنہ و فساد کا زمانہ ہے اس میں بہتر اور اولیٰ تو یہی ہے کہ خواتین اپنے گھروں میں ہی فرائض، واجبات اور سنن ادا کریں اور گھر میں ہی ان کی عبادت کو آپ ﷺ نے افضل اور باعثِ اجر کثیر فرمایا ہے۔ اس پر تو تمام امت محمد یہ ﷺ کا اتفاق ہے کہ نماز کے سلسلے میں خواتین کے لئے سب سے افضل اور بہتر مقام تاریک کمرے کا کونہ ہے کہ اس میں خواتین کی نماز سب سے افضل ہے اور یہی آپ ﷺ کا فرمان عالی شان بھی ہے۔

اس فضلیت پر چند احادیث مبارکہ ھدیہ قارئین کئے جاتے ہیں:۔

۱۔ حضرت ام سلمہ (ام المومنین) رضی اللہ عنھا سے روایت ہے۔

" عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال خير مسجد النساء قعر بيوتهن .

(رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر وقال الحاکم صحیح الاسناد، الترغیب والترھیب ص ۲۲۶ جلداول")

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''عورتوں کی سب سے بہترین مسجد ان کے گھر کا اندرونی حصہ ہے۔''

۲۔ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنھا سے دوسری روایت ہے کہ:

" قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوة المرأة في بيتها خير من صلاتها في حجرتها و صلاتها في حجرتها خير من صلاتها في دارها و صلاتها في دارها خير من صلاتها في مسجد قومها .

(رواہ الطبرانی فی الاوسط باسناد جید۔ الترغیب والترھیب ص ۲۳۶ جلد اول)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! عورت کی وہ نماز جو اس کے کمرے میں ہو اس نماز سے بہتر ہے جو دالان میں ہو اور اس کی وہ نماز جو دالان میں ہو اس نماز سے بہتر ہے جو گھر کے صحن میں ہو اور اس کی وہ نماز جو گھر کے صحن میں ہو

☆ اجارہ: کسی چیز کے معین معلوم منافع کو معین معلوم قیمت پر فروخت کرنا اجارہ ہے ☆

اس نماز سے بہتر ہے جو اس کے قبیلہ (یعنی محلہ اور قوم) کی مسجد میں ہو۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روایت میں فرماتے ہیں:

ما صلت امرأة من صلوة احب الی الله من اشد مكان فی بيتها ظلمة. (رواہ الطبرانی، الترغیب والترھیب ص ۲۲۷ جلد اول)

عورت کی سب سے زیادہ محبوب نماز اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو اس نے اپنے گھر کے بہت ہی تاریک کمرے میں پڑھی ہو۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:۔

قال رسول اللّه صلی اللّه عليه وسلم لا تمنعوا نساء كم المساجد و بيوتهن خير لهن. (رواہ ابوداؤد ص ۸۴۔ باب ماجاء فی خروج النساء الی المسجد۔ مطبوعہ میر محمد کراچی۔ الترغیب والترھیب۔ ص ۲۲۶ جلد اول)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی عورتوں کو مسجد میں آنے سے نہ روکو مگر اُن کا گھر ان کے لئے (مسجد میں آنے سے) بہتر ہے۔

۵. عن ام حميد امرأة ابی حميد الساعدی رضی الله تعالٰی عنها انها جاءت الی النبی صلی الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله انی احب الصلوة معک قال قد علمت انک تحبين الصلوة معی و صلوتک فی بيتک خير من صلاتک فی حجرتک و صلوتک فی حجرتک خير من صلوتک فی دارک و صلوتک فی دارک خير من صلوتک فی مسجد قومک و صلوتک فی مسجد قومک خير من صلوتک فی مسجدی قال فامرت فبنی لها مسجد فی اقصی شیء من بيتها و اظلمه و كانت تصلی فيه حتی لقيت الله عزوجل. (رواہ احمد و ابن خزیمۃ وابن حبان فی صحیحھما۔ الترغیب والترھیب ص ۲۲۵ جلد اول)

حضرت ام حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہا بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر

ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کا بہت شوق ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ تم میرے ساتھ نماز پڑھنے کا شوق رکھتی ہو مگر تمھاری وہ نماز جو اندرونی کوٹھری میں ہو اس نماز سے بہتر ہے جو کمرہ میں ہو اور تمھاری وہ نماز جو کمرہ میں ہو اس نماز سے بہتر ہے جو گھر کے احاطہ میں ہو اور تمھاری وہ نماز جو گھر کے احاطہ میں ہو اس نماز سے بہتر ہے جو محلّہ کی مسجد میں ہو اور تمھاری وہ نماز جو محلّہ کی مسجد میں ہو اس نماز سے بہتر ہے جو میری مسجد میں ہو۔ چنانچہ آپ (حضرت ام حمید رضی اللہ عنھا) نے امر فرما کر اپنے کمرے کے کونے میں جہاں سب سے زیادہ اندھیرا رہتا تھا نماز پڑھنے کی جگہ بنوائی پھر وہیں نماز پڑھا کرتی تھیں یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

محترم قارئین! درج بالا احادیث مبارکہ کا خلاصہ یہی ہے کہ خیر القرون ہو یا دور حاضر خواتین کے لئے سب سے افضل اور بہتر جگہ جہاں وہ نماز پڑھیں گھر کے کمرے کا اندرونی تاریک کونہ ہے اسی میں نماز پڑھنے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابیات اور دیگر مسلم خواتین کو ترغیب فرمائی ہے۔ لیکن اگر دوسری طرف دیکھا جائے تو یہ معلوم ہو گا کہ خواتین کے لئے اگر چہ گھر ہی میں نماز پڑھنا افضل اور بہتر ہے لیکن اس فضیلت کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابیات (خواتین) کو مسجد میں آنے سے منع نہیں فرمایا بلکہ امر فرمایا کہ اگر مسلمان عورتیں مسجد میں آنا چاہیں تو ان کو نہ روکو بلکہ ان کو اجازت دو کہ وہ بھی با جماعت نماز پڑھ کر اپنا حصہ (ثواب کا) حاصل کریں۔

اب وہ احادیث مبارکہ قارئین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عورتوں کو مسجد میں نماز ادا کرنے کی اجازت اور جواز ہے۔

۱. عن الزهری سمع سالما یحدث عن ابیه یبلغ به النبی صلی الله علیه وسلم اذا استاذنت احدکم امرأته الی المسجد فلا یمنعها. (مسلم شریف ص ۱۸۳ جلد اول باب خروج النساء الی المساجد مطبوعہ قدیمی کراچی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی سے اس کی

☆ بیع تولیہ: وہ بیع جو صرف ثمن اول کے ساتھ ہو ☆

زوجہ (بیوی) مسجد کے لئے اجازت طلب کرے تو وہ اسے (اپنی بیوی کو مسجد جانے سے) نہ روکے۔

۲. عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لاتمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ. (مسلم شریف ص ۱۸۳ جلد اول، ابوداؤد شریف ص ۸۴۔ باب ما جاء فی خروجہ النساء الی المسجد)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی بندیوں (عورتوں) کو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں سے نہ روکو۔

۳. عن ابن عمر یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا استاذنکم نساء کم الی المساجد فاذنوالھن. (مسلم شریف ص ۱۸۳ جلد اوّل)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم سے تمھاری بیویاں مسجد جانے کے لئے اجازت چاہیں تو ان کو اجازت دیا کرو۔

عزیزان گرامی! درج بالا احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے مسلمان مردوں کو حکم (امر) فرمایا کہ تم اپنی عورتوں کو مسجد جانے کی اجازت دیا کرو اور ان کو مسجد جانے سے نہ روکو۔ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے مبارک دور میں باقاعدہ صحابیات (عورتیں) نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے مسجد میں تشریف لاتی تھیں اور ان کی اکثریت اور کثرت سے آنے جانے کی وجہ سے آپ ﷺ نے باقاعدہ ان کے لئے الگ دروازہ مخصوص فرما کر اس بات کی اجازت فرمادی کہ عورتوں کو بھی نماز باجماعت میں شرکت کا حق ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:۔

"عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو ترکنا ھذاالباب للنساء قال نافع فلم یدخل منہ ابن عمر حتی مات.
(ابوداؤد شریف ص ۶۶، باب اعتزال النساء فی المساجد عن الرجال، مطبوعہ میر محمد کراچی)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ہم اس (مخصوص) دروازے کو عورتوں (صحابیات کا نماز باجماعت میں آنے) کے لئے چھوڑ دیں (تو بہتر ہوگا)

☆ احتکار: لوگوں کی ضرورت کے وقت گرانی کی نیت سے غلہ کو روکنا احتکار کہلاتا ہے ☆

حضرت نافع فرماتے ہیں کہ (آپ ﷺ کے اس فرمان کے بعد) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما وفات پانے تک پھر اس (مخصوص) دروازے سے داخل نہ ہوئے۔

درج بالا حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ دور نبوی ﷺ میں صحابیات (عورتوں) کو مسجد آنے کی اجازت تھی (اگرچہ فضیلت گھر میں نماز پڑھنے میں تھی) اور عورتوں کو منع کرنے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا تھا اس جواز کی مخالفت کرتے ہوئے جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے صاحبزادے نے عورتوں کو مسجد میں آنے سے روکنا چاہا تو اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ناراض ہوکر اپنے صاحبزادے کو سخت ڈانٹا بلکہ ان کو سینے پر مارا اور ناراض ہوکر وفات تک بات نہ کی اور ان سے فرمایا کہ ایک طرف آپ ﷺ کا قول (حدیث) ہے کہ جس میں آپ ﷺ نے عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت دی ہے اور منع کرنے سے روکا ہے اور آپ یہ کہتے ہیں کہ ہم عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع کرینگے (یعنی یہ آپ حضور ﷺ کی مخالفت کررہے ہیں جو جائز نہیں ہے)۔

امام مسلم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

عن ابن شهاب قال اخبرني سالم بن عبدالله ان عبدالله بن عمر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا تمنعوا نساء كم المساجد اذا استاذنكم اليها قال فقال بلال بن عبدالله والله لنمنعهن قال فاقبل عليه عبدالله فسبه سبا سيئا ما سمعته منه مثله قط و قال اخبرك عن رسول الله صلى الله عليه و سلم و تقول والله لنمنعهن. (مسلم شریف ص۱۸۳ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم سے تمھاری بیویاں (خواتین) مسجد (نماز با جماعت کیلئے) جانے کی اجازت طلب کریں تو تم انہیں منع نہ کرو۔ اس پر حضرت بلال بن عبداللہ نے فرمایا کہ قسم بخدا ہم ضرور ان (عورتوں) کو (مسجد جانے سے) منع کرینگے اس پر حضرت عبداللہ بن عمر نے ان (اپنے بیٹے) کو اتنا سخت ڈانٹا کہ میں نے اس طرح ڈانٹ پہلے نہیں سنی تھی اور فرمایا

☆ توکیل: جس تصرف کا خود مالک ہے غیر کو اس تصرف میں اپنے قائم مقام کردینا ☆

کہ میں تمہیں آپ ﷺ کی حدیث سنا رہا ہوں اور تم کہتے ہو کہ بخدا ہم عورتوں کو (مسجد آنے سے) منع کرینگے۔

عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم لا تمنعوا النساء من الخروج الى المساجد بالليل فقال ابن لعبدالله بن عمر لاندعهن يخرجن فيتخذنه دغلا قال فزبره ابن عمر قال اقول قال رسول الله صلى الله عليه و سلم و تقول لاندعهن.

(مسلم شریف ص۱۸۳ جلد اول)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی عورتوں کو رات کے وقت مسجد آنے سے نہ روکو۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے صاحبزادے نے فرمایا کہ ہم عورتوں کو گھر سے نکلنے نہیں دینگے کیونکہ وہ فساد برپا کردیں گی، اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو جھڑکا (ڈانٹا) اور فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (کہ ان عورتوں کو نہ روکو) اور تم کہتے ہو کہ ہم ان کو نہیں چھوڑ ینگے۔

عن ابن عمر قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ائذنوا للنساء بالليل الى المساجد فقال ابن له يقال له واقد اذا يتخذنه دغلا قال فضرب فى صدره و قال احدثك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم و تقول لا (مسلم شریف ص۱۸۳ جلد اول)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رات کو اپنی عورتوں کو مسجد جانے کی اجازت دیا کرو تو حضرت ابن عمر کے صاحبزادے حضرت واقد نے کہا کہ پھر تو یہ عورتیں فساد کردیں گی۔ اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو سینے پر مارا اور فرمایا کہ میں آپ کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنا رہا ہوں اور آپ کہتے ہیں کہ نہیں (ہم عورتوں کو اجازت نہیں دینگے)۔

عن بلال بن عبدالله بن عمر عن ابيه قال قال رسول الله صلى

الله عليه و سلم لا تمنعوا النساء حظوظهن من المساجد اذا استاذنكم فقال بلال والله لنمنعهن فقال له عبدالله اقول قال رسول الله صلى الله عليه و سلم و تقول انت لنمنعهن.

(مسلم شریف ص۱۸۳ جلد اول)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کو مسجدوں سے (نماز باجماعت کی صورت میں) اپنا حصہ لینے سے منع نہ کرو جب وہ تم سے اجازت طلب کریں۔ حضرت بلال نے کہا قسم بخدا ہم ضرور عورتوں کو (مسجد آنے سے) منع کرینگے اس پر حضرت عبداللہ نے ان سے کہا کہ میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے (کہ عورتوں کو مسجد سے منع نہ کرو) اور تم کہتے ہو کہ ہم ضرور ان کو منع کرینگے۔

عن مجاهد قال قال عبدالله بن عمر قال النبي صلى الله عليه و سلم ائذنوا للنساء الى المساجد بالليل فقال ابن له والله لا ناذن لهن فيتخذنه دغلا والله لا نأذن لهن قال فسبه و غضب وقال اقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ائذنوا لهن و تقول لا ناذن لهن. (ابوداؤد شریف ص۸۴۔ باب ماجاء فی خروج النساء الی المسجد، میر محمد کراچی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا عورتوں کو رات کے وقت مساجد جانے کے لئے اجازت دیا کرو، حضرت ابن عمر کے صاحبزادے نے کہا قسم بخدا ہم عورتوں کو بالکل اجازت نہیں دینگے کیونکہ یہ فساد پھیلائیں گی قسم بخدا ہم عورتوں کو (مسجد جانے کی) اجازت نہیں دینگے اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو ڈانٹا اور غصہ ہوئے اور فرمایا میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو (مسجد جانے کی) اجازت دو اور تم کہتے ہو کہ ہم ان عورتوں کو (مسجد جانے کی) اجازت نہیں دینگے۔

☆ ربوا: عقد کے وقت جو زیادتی مال کو مال کے بدلنے سے بلاعوض حاصل ہو ☆

عن مجاهد عن عبدالله بن عمر ان النبی ﷺ قال لا يمنعن رجل اهله ان ياتوا المساجد فقال ابن لعبدالله بن عمر فانا نمنعهن فقال عبدالله احدثک عن رسول الله ﷺ و تقول هذا قال فما كلمه عبدالله حتى مات. (رواہ احمد، مشکوٰۃ ص ۹۷ باب الجماعۃ وفضلہا)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کسی مرد کو جائز نہیں کہ وہ اپنی زوجہ کو مسجد آنے سے روکے تو عبداللہ بن عمر کے صاحبزادے (بیٹے) نے فرمایا ہم عورتوں کو مسجد آنے سے منع کرینگے اس پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ان سے فرمایا کہ میں آپ کو حدیث رسول ﷺ بیان کر رہا ہوں اور آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم منع کرینگے۔ راوی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے اپنے بیٹے سے انتقال فرمانے تک بات نہ کی۔

محترم قارئین! یہ ہیں وہ احادیث مبارکہ کہ جن میں باقاعدہ آپ ﷺ نے مردوں کو امر فرمایا کہ اگر تمھاری عورتیں مسجد جانے کی اجازت چاہیں تو ان کو مت روکو بلکہ اجازت دیا کرو حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے وہ فرامین بھی گزر گئے کہ جن میں عورتوں کی سب سے افضل نماز کو گھر کی تاریک کوٹھری میں قرار دیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے عورتوں کو مسجد میں آنے سے نہیں روکا بلکہ روکنے والوں کو روکنے سے منع فرمایا اور پھر صحابہ کرام کی اتباع سنت سے دلی لگاؤ کا اندازہ بھی آپ حضرات نے کرلیا کہ جب ان کے پاس قولِ رسول ﷺ پہنچا تو پھر اس کی مخالفت کرنے والے کی چاہے اپنا ہو یا غیر بغیر کسی رعایت کے سرزنش کی بلکہ اگر مارنے کی نوبت آئی تو سینے پر مارا بھی، ڈانٹ بھی پلائی اور قطع تعلق بھی فرمایا۔

درج بالا احادیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو حکم جواز کا ہو اس پر جواز کا ہی فتویٰ دینگے۔ جیسا کہ عورتوں کا نماز باجماعت کے لئے مسجد میں آنے کا مسئلہ کہ اس کے متعلق صریح احادیث مبارکہ موجود ہیں جو گزر گئیں۔ اب اگر دور حاضر کے علماء عورتوں (خواتین) کو مسجد آنے سے روکنے کے لئے یہ علت پیش کرتے ہیں کہ چونکہ دور حاضر میں فتنہ وفساد اور بے حیائی شروع ہو

☆ بیع بالقاء الحجر: بائع یا مشتری کہے اگر میں نے مبیع پر پتھر پھینک دیا تو ہم میں (ہمارے درمیان) بیع ہوگی۔

گئی ہے اگر عورتیں نماز باجماعت کے لئے مسجد جائیں گی تو فتنہ وفساد برپا ہوگا اسلئے عورتوں کو مسجد جانے سے روکنا چاہیے تو میرے دوستو اگر آپ حضرات ذرا درج بالا احادیث کا گہری نظر سے مطالعہ فرمائیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قول رسول ﷺ بیان فرمایا کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی عورتوں کو مسجد جانے سے نہ روکو بلکہ انہیں اجازت دو کہ وہ بھی نماز باجماعت ادا کر کے مساجد سے اپنے حصے کا ثواب کمائیں تو اس پر حضرت عبداللہ بن عمر کے صاحبزادے نے یہی فتنہ وفساد والی علت کی وجہ سے انکار فرما کر قسم اٹھا کر کہا کہ قسم بخدا ہم ان عورتوں کو مسجدوں سے منع کرینگے کیونکہ یہ عورتیں فتنہ وفساد پھیلائیں گی۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی حمایت نہیں کی کہ ہاں فتنہ کی وجہ سے اب عورتوں کو منع ہی کرنا چاہیے بلکہ ان کو ڈانٹا، سینے پر مارا اور غصہ ہو کر فرمایا کہ میں قول رسول ﷺ (حدیث) پیش کر رہا ہوں (کہ عورتوں کو مسجد آنے کی اجازت دیا کرو) اور تم (قول رسول ﷺ کی مخالفت میں فتنہ وفساد کی علت کی وجہ سے) کہتے ہو کہ ہم عورتوں کو مسجد آنے سے منع کرینگے۔

معلوم ہوا کہ جس مسئلے کا جواز رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو جائے تو وہ جواز ہی رہے گا اور علماء کو اسی انداز سے دین اسلام کی خدمت کرنی چاہیے جو شریعت کو مطلوب ومقصود ہو کہ رسول اللہ ﷺ کے جائز کردہ عمل پر حرمت اور کراہت تحریمی کی ضرب بھی نہ لگے اور فتنہ وفساد اور بے حیائی کا بھی سدِ باب ہوجائے اسی کی طرف رسول اللہ ﷺ نے اشارہ فرماتے ہوئے عورتوں کے مسجد میں آنے پر چند پابندیاں لگا دیں کہ عورتیں اگر مسجد میں آنا چاہیں تو زیب و زینت کا لباس نہ پہنیں، نخروں سے نہ چلیں، خوشبو لگا کر نہ آئیں، مردوں اور عورتوں کا آنا جانا ایک دروازے سے نہ ہو۔ بجتا ہوا زیور پہن کر نہ آئیں، اختلاط مرد وزن نہ ہو، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:۔

بینما رسول الله صلی الله علیه وسلم جالس فی المسجد اذ دخلت امرأة من مزینة، ترفل فی الزینة لها فی المسجد فقال النبی صلی الله علیه و سلم یا ایهاالناس انهوانساء کم عن لبس الزینة والتبختر فی المسجد فان بنی اسرائیل لم یلعنوا حتی

☆ بیع من یزید: بولی کی بیع (یعنی جو زیادہ قیمت لگائے گا) اسی کو شے فروخت کی جائے گی ☆

لبس نسائهم الزينة و تبخترن في المساجد . (ابن ماجہ باب فتنۃ النساء ص ۲۹۷ مطبوعہ ایچ ایم سعید کراچی)

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ مسجد مبارک میں تشریف فرما تھے کہ اتنے میں مزینہ قبیلے کی ایک عورت زیب و زینت والالباس پہنے ہوئے اتراتی ہوئی مسجد میں آئی (یہ دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! اپنی عورتوں کو زیب و زینت والالباس پہننے اور مسجد میں اترانے سے روک دو کیونکہ بنی اسرائیل پر اسی وجہ سے لعنت کی گئی کہ ان کی عورتوں نے زیب و زینت والالباس پہننا اور مسجد میں اترانا شروع کر دیا۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

كانت تحدث عن رسول الله صلى الله عليه و سلم اذا شهدت احداكن العشاء فلا تطيب تلك الليلة (مسلم شریف ص ۱۸۳ جلد اول)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی عورت عشاء کی نماز میں حاضر ہو تو اس رات خوشبو نہ لگائے۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک دوسری روایت میں ہے۔

عن النبي ﷺ اذا شهدت احداكن العشاء فلا تمس طيبا.

(مسلم شریف ص ۱۸۳ جلد اوّل، مشکوۃ شریف ص ۹۶)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی عورت عشاء کی نماز میں حاضر ہو تو خوشبو نہ لگائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:۔

ان رسول الله صلى الله عليه و سلم قال لا تمنعوا اماء الله مساجد الله ولكن لتخرجن و هن تفلات.

(ابو داؤد شریف ص ۸۴ باب ما جاء فی خروج النساء الی المسجد، میر محمد کراچی)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم خدا کی بندیوں (عورتوں) کو خدا کی مسجد میں آنے سے نہ روکو، لیکن وہ ایسی حالت میں جائیں کہ خوشبو لگائے ہوئے نہ ہوں۔

عزیزان گرامی! درج بالا احادیث مبارکہ سے یہ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے مبارک دور میں بھی بعض عورتیں مسجد میں آتے ہوئے زیب و زینت کا لباس پہنتیں، خوشبو لگاتیں، اترا کر چلتیں اور یہ حالت خود سرکار دو عالم ﷺ نے بھی ملاحظہ فرمایا اسی لئے تو فرمایا کہ مسجد میں آتے وقت اپنی عورتوں کو زیب و زینت، خوشبو لگانے، اور اترا کر چلنے سے (جو کہ فتنہ وفساد اور بے حیائی کا سبب ہے) منع کرو، لیکن آپ ذرا غور فرمائینگے تو آپ کو یہ بات اظھر من الشمس معلوم ہو جائیگی کہ آپ ﷺ نے بعض عورتوں میں وہی حالت دیکھی جو فتنہ وفساد کا سبب ہے (اور جس کی وجہ سے آج کے علماء حضرات عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع کرتے ہیں اور ان کے آنے کو حرام اور مکروہ تحریمی قرار دیتے ہیں) لیکن پھر بھی آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے یہ نہیں فرمایا کہ چونکہ عورتوں نے مسجد آتے ہوئے فتنہ وفساد کے اسباب اختیار کئے ہوئے ہیں اس لئے اپنی عورتوں کو مسجد آنے سے منع کردو، بلکہ فرمایا کہ " لا تمنعوا اماء الله مساجد الله ولكن لتخرجن و هن تفلات "عورتوں کو مسجد آنے سے نہ روکو بلکہ ان کو خوشبو لگانے سے منع کرو، اور دوسری حدیث میں فرمایا" انھوا نساء كم عن لبس الزينة و التبختر في المسجد " عورتوں کو (مسجد آنے سے نہ روکو بلکہ) مسجد میں آتے وقت زیب و زینت والا لباس پہننے اور اترا کر چلنے سے روک دو۔

عورتوں کا مسجد میں آتے وقت آپ ﷺ نے ان کا مردوں کے ساتھ اختلاط سے بچنے کا جو اہتمام فرمایا تھا وہ یہ تھا کہ عورتیں (صحابیات) مردوں (صحابہ کرام) سے پیچھے کھڑی ہوتیں تھیں اور جیسے ہی آپ ﷺ سلام پھیرتے تو اپنی جگہ تشریف رکھتے اور صحابہ کرام بھی اپنی اپنی جگہوں پر تشریف فرما ہوتے۔ یہاں تک کہ عورتیں چلی جاتیں تاکہ ایک ساتھ اٹھنے کی وجہ سے مردوں اور عورتوں کا اختلاط نہ ہو، جیسا کہ بخاری شریف کی روایت میں ہے:۔

ان النساء في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم كن اذا سلمن من المكتوبة قمن و ثبت رسول الله صلى الله عليه و سلم و من صلى من الرجال ماشاء الله فاذا قام رسول الله صلى الله عليه قام الرجال . (بخاری شریف ص ۱۱۹ جلد اول)

رسول اللہ ﷺ کے مبارک دور میں عورتیں جب فرض نماز سے سلام پھیر لیتیں تو کھڑی ہو جاتی تھیں (یعنی گھروں کی طرف چلی جاتی تھیں) اور

☆ بیع منابذہ یہ ہے کہ: بائع مبیع کو مشتری کی طرف پھینک دے ☆

رسول اللہ ﷺ اور نماز پڑھنے والے صحابہ کرام بیٹھے رہتے پھر جب رسول اللہ ﷺ اٹھ جاتے تو لوگ (صحابہ کرام) بھی کھڑے ہو جاتے۔

اُم المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:۔

كان رسول الله صلى الله عليه و سلم اذا سلم مكث قليلاً و كانوا يرون ان ذلك كيماينفذالنساء قبل الرجال. (سنن ابوداؤد ص ۱۴۹ جلد اول باب انصراف النساء قبل الرجال من الصلوٰۃ۔ میر محمد کراچی)

رسول اللہ ﷺ جب سلام پھر لیتے تو تھوڑی دیر تشریف فرما رہتے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سمجھتے تھے کہ یہ (ٹھہرنا) اس لئے ہوتا تھا کہ عورتیں مردوں سے پہلے چلی جائیں۔

عزیز قارئین! چونکہ دور نبوی (خیرالقرون) میں مسجدیں آجکل کی مساجد کی طرح کئی منزل پر مشتمل نہ تھیں اس لئے خواتین (عورتیں) سب سے آخر میں کھڑی ہوتی تھیں اور بیک وقت اٹھ کر چلنے میں مردوں اور عورتوں کے اختلاط کا خوف تھا اس لئے آپ ﷺ نے حکمت عملی کا اظہار فرماتے ہوئے سلام پھیرنے کے بعد تھوڑی دیر (اتنی دیر کہ اسمیں خواتین مسجد سے نکل سکیں) تشریف فرما ہوتے اور آپ ﷺ کی تشریف فرما ہونے کی وجہ سے صحابہ کرام بھی اپنی اپنی جگہوں پر تشریف فرما ہوتے جب عورتیں چلی جاتیں تو آپ ﷺ اٹھ جاتے تو صحابہ کرام بھی کھڑے ہو جاتے۔ درج بالا احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے مبارک دور میں بھی اختلاط مرد و زن کا خوف تھا مگر آپ ﷺ نے اس فتنہ وخوفِ فساد کا سد باب فرما کر امت مصطفویہ کو یہ تعلیم دی کہ حتی الامکان فتنہ و فساد کو ختم کیا جائے اور جائز عمل کو جائز ہی رکھا جائے جیسا کہ درج بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو اپنی اپنی جگہ پر بٹھائے رکھا اور عورتوں کے چلے جانے کا انتظار فرمایا مگر یہ نہیں فرمایا کہ آج کے بعد عورتیں مساجد میں نہ آئیں کیونکہ اس سے اختلاط مرد و زن کا فتنہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اور آجکل کی عالی شان مساجد کو آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ ان مساجد میں باقاعدہ خواتین (عورتوں) کے آنے جانے کا الگ راستہ ہوتا ہے، مسجد کی جس منزل میں مرد حضرات نماز پڑھتے ہیں اس کے بجائے دوسری، تیسری منزل میں عورتوں کی جائے نماز ہوتی ہے مردوں کو نہ عورتوں کے آنے کا پتہ لگتا ہے نہ تعداد کا اور نہ جانے کا۔

☆ بیع بضر بتہ القانص: شکار کا ایک یا دو مرتبہ جال پھینکنے کو فروخت کرنا۔ (ھدایہ)

امام مسلم رحمہ اللہ کے "باب خروج النساء الی المساجد" کی شرح فرماتے ہوئے امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

هذا و شبهه من احاديث الباب ظاهر فی انها لا تمنع المسجد لكن بشروط ذكرها العلماء ماخوذة من الاحاديث و هوان لا تكون متطيبة و لا متزينة ولا ذات خلاخل يسمع صوتها ولا ثياب فاخرة ولا مختلطة بالرجال ولا شابة و نحوها ممن يفتتن بهاوان لا يكون فی الطريق ما يخاف به مفسدة و نحوها و هذا النهی عن منعهن من الخروج محمول علی كراهة التنزيه اذا كانت المرأة ذات زوج او سيد ووجدت الشروط المذكورة فان لم يكن لها زوج و لا سيد حرم المنع اذا وجدت الشروط.

(نووی شرح مسلم شریف ص ۱۸۳ جلد اول قدیمی کراچی)

درج بالا باب کی احادیث سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ مندرجہ ذیل شروط اگر پائی جائیں تو پھر عورتوں کو مسجد سے نہیں روکا جائے گا۔ وہ شروط یہ ہیں۔ عورت خوشبو نہ لگائے، زیب و زینت (مائل کرنے) والا لباس نہ پہنے، بجتا ہوا زیور نہ پہنے، مرد و عورت کا اختلاط نہ ہو، نوجوان (فساد برپا کرنے والی فحاش و عریاں اور آوارہ) لڑکیاں نہ ہوں، اسی طرح فتنہ و فساد کے دیگر اسباب نہ ہوں، راستہ پُرامن ہو (یعنی فساد کا خوف راستے میں نہ ہو) اگر مذکورہ شرائط پائی جائیں اور (مسجد آنے والی) خواتین شادی شدہ ہوں تو شوہر کا اپنی بیوی کو مسجد جانے سے منع کرنا مکروہ تنزیہی ہے اور اگر عورت شادی شدہ نہ ہو یا کسی کی کنیز (باندی) نہ ہو اور مذکورہ شرائط موجود ہوں تو پھر ایسی عورتوں کو مسجد جانے سے منع کرنا حرام ہے۔ (سبحان الله)

قارئین حضرات! دیکھی آپ نے امام نووی رحمہ اللہ کی تحقیق کہ انہوں نے تو معاملہ ہی بالکل برعکس کر دیا کیونکہ دور حاضر کے علماء تو یہی کہتے رہتے ہیں کہ چونکہ فتنہ و فساد کا خوف ہے اس لئے مطلقاً عورتوں (خواہ جوان ہوں یا بوڑھی) کا مسجد جانا مکروہ تحریمی، حرام اور ناجائز ہے۔ اور امام نووی نے اصول کے موافق تحقیق فرماتے ہوئے صراحتاً لکھ دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک دور

میں عورتوں کے مسجد جانے کے لئے جن شرائط کی رعایت کی گئی تھی اگر وہ شرائط اب بھی پائی جائیں تو پھر عورتوں کو مسجد جانے سے منع کرنا ان کے شوہروں کے لئے مکروہ تنز یہی ہے (یعنی شوہروں کو اپنی بیویوں کو مسجد جانے سے منع نہیں کرنا چاہیے) اور اگر عورتیں شادی شدہ نہ ہوں اور شرائط مذکورہ کی رعایت کرتے ہوئے اگر عورتیں مسجد جانا چاہیں تو پھر ان عورتوں کے والدین اور بھائیوں کیلئے عورتوں کو مسجد جانے سے منع کرنا حرام اور ناجائز ہے (کیونکہ کسی بھی جائز اور مباح کام کو اگر شریعت کے اصول کے موافق ادا کیا جائے تو جائز ہے اور اس پر مکروہ تحریمی اور حرام کا فتویٰ لگانا علمی اور تحقیقی نکتہ نظر سے نامناسب اور زیادتی ہے۔)

اب ذیل میں وہ چند دلائل پیش کئے جاتے ہیں جن کو دلیل بنا کر مانعین نے عورتوں کے مسجد جانے کو مکروہ تحریمی اور حرام قرار دیا ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے:۔

لو ادرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ما احدث النساء لمنعھن المسجد کما منعت نساء بنی اسرائیل. (بخاری شریف ص ۱۲۰ جلد اول باب خروج النساء الی المساجد، مسلم شریف ص ۱۸۳ جلد اول، ابو داؤد شریف ص ۸۴، میر محمد کراچی)

اگر رسول اللہ ﷺ یہ حالت دیکھتے جو عورتوں نے اب ایجاد کر لی ہے تو ان کو مسجد میں آنے سے ضرور روک دیتے. جس طرح بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئی تھیں۔

مانعین درج بالا حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عورتوں کا مسجد آنا حرام اور مکروہِ تحریمی ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے دور میں عورتوں نے وہ حالت بنا دی تھی کہ جس کی وجہ سے وہ مساجد میں آنے سے روکنے کی قابل تھیں اگر رسول اللہ ﷺ یہ حالت دیکھتے تو ضرور عورتوں کو روکتے۔

حضرات قارئین! مانعین کی اس دلیل سے خود ان کو یہ بات سمجھ میں آگئی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے دور کی عورتوں کی حالت رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ کے دور کی عورتوں کی حالت سے زیادہ نازک اور سنگین تھی اور دور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی عورتوں نے کچھ زیادہ ہی فحاشی

اور بے حیائی شروع کر دی تھی جس کی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اگر رسول اللہ ﷺ اس حالت کو دیکھتے تو ضرور منع فرماتے۔ لیکن مانعین نے یہ کوئی وضاحت نہ کی کہ دور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عورتوں نے وہ کیا بے حیائی اور فتنہ وفساد کے اسباب پیدا کئے جو حیات طیبہ کے دور میں نہ تھے تا کہ ہم وہ علل (اسباب) دور حاضر کے عورتوں میں دیکھ کر ان کو مساجد سے منع کریں حالانکہ اگر انصاف سے کام لیا جائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو یہ فرمایا کہ "ما احدث النساء" عورتوں نے جو حالت ایجاد کرلی ہے سے مراد وہی حالت ہے جو سرکار دو عالم ﷺ کے دور میں بھی تھی یعنی زیب و زینت، خوشبو لگانا، اچھے اور جاذب نظر کپڑے پہننا، جیسے کہ درج بالا حدیث کی شرح میں امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

> **لو ان رسول الله صلى الله عليه و سلم راى ما احدث النساء لمنعهن المسجد يعنى من الزينة والطيب و حسن الثياب و نحوها والله اعلم .** (نووی شرح مسلم ص ۱۸۳ جلد اول)
>
> اگر رسول اللہ ﷺ یہ حالت دیکھتے جو عورتوں نے اب ایجاد کرلی ہے تو ان کو مسجد میں آنے سے ضرور روک دیتے یعنی زیب و زینت، خوشبو لگانا، اچھے اور جاذب نظر کپڑے پہننا، وغیرہ۔

اسی درج بالا حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شرح میں شیخ محمد صدیق نجیب آبادی لکھتے ہیں:۔

> **"يعنى قالت عائشه لو شاهد صلى الله عليه و سلم ما احدث النساء من التطييب والزينة وغيره من دواعى الفتنة لمنعهن صريحا."** (انوار المحمود علی سنن ابی داؤد ص ۲۰۸ جلد اول۔ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی)
>
> حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اگر آپ ﷺ عورتوں کے خوشبو لگانے، زیب و زینت کرنے اور دیگر فتنے کے اسباب کا مشاہدہ فرماتے تو صراحتاً عورتوں کو مسجد میں آنے سے روک دیتے۔

درج بالا عبارات سے معلوم ہوا کہ دور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عورتوں کی وہی حالت تھی جسکو آپ ﷺ نے مزینہ قبیلے کی عورت میں دیکھی تھی جو زیب و زینت کی حالت میں مسجد

☆ بیع مساومہ: خرید کردہ قیمت کا اعتبار کیے بغیر کسی شے کو فروخت کرنا ☆

میں اتراتی ہوئی چل رہی تھی۔ لیکن یہ حالت دیکھ کر آپ ﷺ نے صراحتاً تو کیا اشارۃً بھی یہ نہیں فرمایا کہ آج کے بعد عورتیں مسجد میں نہ آئیں کیونکہ فتنہ وفساد اور بے حیائی کا ڈر ہے۔ بلکہ فرمایا کہ اپنی عورتوں کو مسجد میں آنے کے وقت زیب و زینت اور اترا کر چلنے سے روک دو۔

درج بالا حدیث کے بارے میں علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:۔

والاولی فی هذا الباب ان ینظر الی ما یخشی منه الفساد فیجتنب لاشارته صلی الله علیه وسلم الی ذالک بمنع الطیب والتزین لما روی مسلم من حدیث زینب امرأة ابن مسعود " اذا شهدت احداکن المسجد فلا تمس طیبا " وروی ابو داود من حدیث ابی هریرة رضی الله عنه قال " لا تمنعوا اماء الله مساجدالله ولکن لیخرجن وهن تفلات " وکذالک قید ذالک فی بعض المواقع باللیل لیتحقق الامن فیه من الفتنة والفساد وبهذا یمنع استدلال بعضهم فی المنع مطلقا فی قول عا ئشة لانها علقته علی شرط لم یوجد فقالت لو رأی لمنع فیقال علیه لم یرو لم یمنع علی ان عائشة رضی الله عنها لم تصرح بالمنع وان کان ظاهر کلامها یقتضی انها تری المنع وایضا فالاحداث لم یقع من الکل بل من بعضهن قال تعین المنع فیکون فی حق من احدثت لا فی حق الکل. (عینی ص ۱۵۹ جلد ۲۶ البیروت)

ترجمہ: اس باب میں بہتر یہ ہے کہ ان باتوں (امور) کی طرف نظر کی جائے جس سے فتنہ وفساد کا خوف ہوتا کہ ان سے اجتناب کیا جائے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی (فتنہ وفساد کے اسباب) کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے خوشبو لگانے اور زیب وزینت سے منع فرمایا جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی عورت مسجد حاضر ہونا چاہے تو وہ خوشبو نہ لگائے۔ اور ابو داود شریف کی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کی بندیوں

☆ اقالہ: خرید وفروخت کے معاملہ کو ختم کرنا اقالہ کہلاتا ہے ☆

(عورتوں) کو مسجد آنے سے نہ روکو لیکن وہ ایسی حالت میں جائیں کہ خوشبو لگائے ہوئے نہ ہوں۔ اسی طرح بعض موقع پر عورتوں کا مسجد آنے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے ساتھ مقید فرمایا تاکہ فتنہ وفساد سے امن و امان یقینی ہو۔ اس (تحقیق) سے معلوم ہوا کہ بعض علماء نے مطلقا عورتوں کو منع کرنے کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قول سے جو استدلال کیا ہے وہ ممنوع ہے (یعنی یہ استدلال صحیح نہیں) کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس ممانعت کو ایسی شرط سے معلق کیا ہے جو نہیں پائی گئی جیسا کہ فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ (حالت) دیکھتے تو منع فرماتے تو کہا جائیگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیکھا تو منع نہیں فرمایا۔ حالانکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صراحتا منع بھی نہیں فرمایا اگرچہ آپ کے ظاہر کلام سے منع فرمانے کا معلوم ہو رہا ہے اسی طرح (خلاف شرع امور کی) ایجاد تمام عورتوں سے واقع نہیں ہوئی بلکہ بعض عورتوں سے ہوئی اس لئے اگر (عورتوں کا مسجد آنے کی) ممانعت ثابت ہو بھی جائے تو بھی ان عورتوں کے لئے (ممانعت) ہوگی جنہوں نے (خلاف شرع امور کی) ایجاد کی ہے نہ کہ تمام عورتوں کیلئے (ممانعت ثابت ہوگی)۔

دلائل سے معلوم ہوا کہ اصل میں جو کام جائز اور مباح ہو اس کو نہیں روکا جائیگا بلکہ اس میں جتنے غیر شرعی امور ہونگے یا مفاسد اور نقصانات یا بے حیائی کے اسباب ہونگے ان کا ازالہ کیا جائیگا اور جائز اور مباح کام کو اسی طرح جائز اور مباح قرار دیا جائے گا۔ ورنہ تو پھر ہر مسلک اور مکتبہ فکر کے تعلیمی اور مذہبی اداروں میں کچھ اس طرح افعال (معمولات) ادا کئے جاتے ہیں جو شرعا مباح اور جائز ہوتے ہیں لیکن ان ہی معاملات میں کچھ غیر شرعی امور بھی پائے جاتے ہیں تو کیا اس میں بھی علماء اور مفتیان یہ حکم لگائینگے کہ چونکہ اس شرعی (مباح اور جائز) کام سے فتنہ وفساد اور بے حیائی کا خطرہ ہے اس لئے آج کے بعد یہ کام حرام اور مکروہ تحریمی ہوگیا۔ مثلا جن علماء کے نزدیک مسجد وغیرہ میں مووی بنانا یا تصاویر اتارنا ناجائز اور حرام ہے اور پھر ان کی موجودگی میں ان کے مدارس میں ختم بخاری شریف، دستار بندی اور دیگر جائز اور مباح معمولات میں اگر باقاعدہ مووی بنائی جارہی ہو یا

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆

تصاویر اتاری جارہی ہوں تو کیا وہ فتویٰ لگائینگے کہ چونکہ ان جائز معمولات کے دوران حرام امور کا ارتکاب ہورہا ہے اس لئے ان پروگراموں کو منعقد کرنا یا اس میں شرکت کرنا حرام اور مکروہ تحریمی ہے بلکہ پھر تو لوگوں کا حرمین شریفین جانا بھی ان مانعین کے نزدیک حرام ہوجائے گا کہ حرمین شریفین کی فلم ایام حج میں بیک وقت براہِ راست پوری دُنیا میں نشر ہوتی ہے اسی طرح آجکل کے دور میں بعض بزرگانِ دین کے مزارات پر عرس کے دنوں میں کیا کیا خرافات اور خلاف شرع کام نہیں ہوتے لیکن ان خرافات کے باوجود پھر بھی علماء اہلسنت اور نعت خوان حضرات اور پیران طریقت کا وہاں جمگھٹا رہتا ہے اور سال بہ سال بڑھتے رہتے ہیں لیکن کسی بھی مفتی یا عالم اہلسنت نے یہ نہیں فرمایا کہ چونکہ فلاں بزرگ کے عرس میں فتنہ وفساد، اور بے حیائی کا خوف ہے اور خلاف شرع امور کا علی الاعلان ارتکاب ہورہا ہے اس لئے آج کے بعد ان پروگراموں میں شرکت کرنا حرام اور مکروہ تحریمی ہے۔ علی ھذاالقیاس۔

اب ذیل میں چند وہ عباراتِ فقہاء زیب قرطاس کررہا ہوں جن سے یہ معلوم ہورہا ہے کہ عورتوں کا مسجد میں آنا مکروہ اور نامناسب ہے کیونکہ اس سے فتنہ وفساد کا دروازہ کھل جائے گا اور انہی دلائل (عبارات) کو ان مفتیانِ عظام اور علماء کرام نے دلیل بنایا ہے جو عورتوں (خواتین) کے مسجد میں نماز باجماعت کے لئے آنے کے قائل نہیں (یعنی حرمت اور کراہت تحریمی کے قائل ہیں)۔

علامہ کاسانی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

> "ولا یباح للشواب منھن الخروج الی الجماعات بدلیل ماروی عن عمر رضی اللہ تعالی عنہ انہ نھی الشواب عن الخروج ولان خروجھن الی الجماعۃ سبب الفتنۃ والفتنۃ حرام و ما ادی الی الحرام فھو حرام. (بدائع الصنائع ص ۳۸۸ جلد اول بیان من یصلح الا ما مۃ فی الجملۃ مطبوعہ رشیدیہ کوئٹہ)
>
> جوان عورتوں کیلئے جماعتوں میں حاضر ہونا (آنا) مباح نہیں اس روایت کے پیش نظر جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے جوان عورتوں کو نکلنے سے منع فرمادیا تھا اور اسلئے بھی کہ عورتوں کا گھروں سے نکلنا فتنہ کا سبب ہے اور فتنہ حرام ہے اور جو چیز حرام تک پہنچائے وہ بھی حرام ہے۔

☆ بیع منابذہ یہ ہے کہ بائع بیع کو مشتری کی طرف پھینک دے ☆

علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

و یکرہ حضورھن الجماعة و لو لجمعة و عید و وعظ مطلقا و لو عجوزا لیلا علی المذھب المفتی به لفسادالزمان .(الدرالمختار ص ۴۱۸ جلد اول باب الامامۃ ۔رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

"ولا یحضرن الجماعات لقوله تعالیٰ و قرن فی بیوتکن و قال صلی الله علیه و سلم صلاتها فی قعر بیتها افضل من صلاتها فی صحن دارها و صلاتها فی صحن دارها افضل من صلاتها فی مسجد ها و بیوتهن خیر لهن ولا نه لا یؤمن الفتنة من خروجهن اطلقه فشمل الشابة والعجوز والصلاة النهاریة واللیلیة قال المصنف فی الکافی و الفتوی الیوم علی الکراهة فی الصلوٰۃ کلها لظهور الفساد الخ"(البحرالرائق ص ۶۲۷ جلد اول،رشیدیہ کوئٹہ)

عورتوں کے لئے جماعات میں حاضر ہونا مناسب نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عورتیں گھر میں بیٹھی رہیں اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کے کمرے کی نماز صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور صحن کی نماز مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور ان کے لئے گھر بہتر ہے اور یہ کہ عورتوں کے نکلنے میں فتنے کا خوف ہے اور مطلق حکم لگانے کی وجہ سے اس میں بوڑھی اور جوان، دن کی نماز اور رات کی نماز سب داخل ہو گئے مصنف نے کافی میں کہا ہے کہ آج کراہت کا فتویٰ دیا جائیگا تمام نمازوں میں کیونکہ فساد ظاہر ہو گیا ہے۔

علامہ مرغینانی لکھتے ہیں:۔

و یکره لهن حضور الجماعات یعنی الشواب منهن لمافیه من خوف الفتنة ولا بأس للعجوز ان تخرج فی الفجر والمغرب والعشاء و هذاعندابی حنیفة و قالا یخرجن فی الصلوٰت کلها

حد یعمل فی الارض خیر لاهل الارض من ان یمطروا اربعین صباحا ☆ الحدیث

لانہ لا فتنة لقلة الرغبة فلا يكره . (ھدایہ ص ۱۲۶ جلد اول باب الامامۃ ۔ مطبوعہ شرکت علمیہ ملتان)

نوجوان عورتوں کا جماعت میں حاضر ہونا مکروہ ہے کیونکہ اس میں فتنے کا خوف ہے اور اگر بوڑھی عورتیں نماز فجر، مغرب اور عشاء میں مسجد آنا چاہیں تو کوئی حرج (کراھت) نہیں یہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے اور صاحبین (امام ابو یوسف اور امام محمد رحمھما اللہ) فرماتے ہیں کہ اگر بوڑھی عورتیں تمام (پنج وقتہ) نمازوں میں مسجد (جماعت) میں شرکت کریں تو بھی کوئی کراھت نہیں کیونکہ ان میں فتنے کا خوف نہیں ہوتا۔

امام ابن الھمام لکھتے ہیں:

(ويكره لهن حضور الجماعات) واعلم انه صح عنه صلى الله عليه و سلم انه قال لا تمنعوا اماء الله مساجد الله، و قوله اذا استاذنت احدكم امرأته الى المسجد فلا يمنعها، و العلماء حصوه بامور منصوص عليها و مقيسة، فمن الاول ماصح انه صلى الله عليه و سلم قال ايما امرأة اصابت بخورا فلا تشهد معنا العشاء و كونه ليلا فى بعض الطرق فى مسلم، لا تمنعوا النساء من الخروج الى المساجد الا با لليل، والثانى حسن الملابس، و مزاحمة الرجال، لان اخراج الطيب لتحريكه الداعية فلما فقد الان منهن هذا لا نهن يتكلفن للخروج مالم يكن عليه فى المنزل منعن مطلقا . (فتح القدیر ص ۳۱۷ جلد اول)

(عورتوں کے لئے جماعات میں حاضر ہونا مکروہ ہے) بے شک آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی بندیوں کو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں سے نہ روکو۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی سے اس کی بیوی مسجد جانے کی اجازت چاہے تو اس کو نہ روکو۔ علماء کرام نے اس جواز کو چند باتوں پر مشروط کیا ہے عورت مسجد جاتے وقت خوشبو نہ لگائے، رات کو جائے

امام محمد بن ادریس شافعی فرماتے ہیں: فقہ میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان امام محمد بن حسن کا ہے

تو زیب و زینت والے کپڑے نہ پہنے، عورتیں مردوں کے ساتھ بیک وقت ایک راستے سے نہ جائیں، چونکہ اب یہ باتیں مفقود ہوگئیں کیونکہ عورتیں گھر سے نکلنے کے وقت گھر کے ماحول سے خوب تر بن سنور کر نکلتی ہیں اس لئے مطلقا عورتوں کو منع کیا جائے گا۔

محترم قارئین! یہ ہیں فقہاء احناف کثر ھم اللہ سوادھم کی وہ عبارتیں جنکو مانعین نے اپنے لئے دلیل بنا کر عورتوں کا مسجد میں آنے کو مکروہ تحریمی اور حرام لکھا ہے۔ لیکن ان ہی دلائل (عبارات) پر اگر ذرا انصاف سے نظر ڈالی جائے تو خود بخود یہ معلوم ہوجائیگا کہ ان عبارات سے وہ حکم ثابت نہیں ہو رہا ہے جسکو مانعین ثابت کر رہے ہیں کیونکہ ایک طرف تو ان تمام عبارات سے مطلقاً عورتوں کو مسجد میں آنے کی ممانعت ثابت نہیں ہو رہی ہے کیونکہ بعض عبارات میں نوجوان عورتوں کو منع کیا گیا ہے اور بوڑھی عورتوں کو اجازت دی گئی ہے جیسا کہ صاحب ھدایہ اور صاحب بدائع الصنائع کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے (حالانکہ مانعین کا موقف مطلقا عورتوں کا مسجد میں آنا مکروہِ تحریمی یعنی ناجائز ہے) اگرچہ بعض عبارات سے مطلقا عورتوں کا مسجد میں آنا مکروہ ثابت ہوتا ہے خواہ بوڑھی ہو یا جوان جیسا کہ علامہ حصکفی وغیرہ فقہاء کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے اور اسی کو مفتیٰ بہ بھی کہا گیا ہے جیسا کہ لکھتے ہیں:۔

" و یکرہ حضور ھن الجماعۃ و لو لجمعۃ و عید و وعظ مطلقا ولو عجوزا لیلا علی المذھب المفتیٰ بہ لفساد الزمان.

(الدر المختار ص ۴۱۸ جلد اول باب الامامۃ ۔ رشیدیہ کوئٹہ)

عورتوں کو مطلقا جماعات میں حاضر ہونا مکروہ ہے خواہ جمعہ ہو یا عید یا وعظ و نصیحت (کا تبلیغی و اصلاحی اجتماع) خواہ بوڑھی ہوں، یا اجتماع رات کو ہو (سب حالتوں میں عورتوں کا جماعت میں آنا مکروہ ہے) یہی مفتیٰ بہ ہے (یعنی فتویٰ اسی کراھت کے قول پر ہے) کیونکہ فساد کا زمانہ ہے۔

عزیزان گرامی! درج بالا دلیل مانعین حضرات بڑے زور شور سے پیش فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ دیکھئے علامہ حصکفی رحمتہ اللہ علیہ نے مطلقا عورتوں کا مسجد میں آنے کو مکروہ لکھا ہے اور اسی کو مفتی بہ قرار دیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ مطلقا عورتوں کا مسجد میں آنا مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے اور

اسی پر فتویٰ ہے۔

مطلقاً عورتوں کو مسجد میں آنے سے روکنا مذہب کی مخالفت ہے:

علامہ حصکفی کی مذکورہ عبارت ''علی المذہب المفتی بہ'' کی وضاحت فرماتے ہوئے علامہ شامی لکھتے ہیں:

(قوله على المذهب المفتي به) اى مذهب المتاخرين قال فى البحر و قد يقال هذه الفتوىٰ التى اعتمدها المتاخرون مخالفة لمذهب الامام و صاحبيه فانهم نقلوا ان الشابة تمنع مطلقا اتفاقا و اما العجوز فلها حضور الجماعة عند الامام الا فى الظهر والعصر والجمعة اى و عندهما مطلقا فالافتاء بمنع العجائز فى الكل مخالف للكل فالاعتماد على مذهب الامام.

(شامی ص ۴۱۹، جلد اول۔ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں:

و قد يقال: هذه الفتوىٰ التى اعتمدها المتأخرون مخالفة لمذهب الامام و صاحبيه فانهم نقلوا ان الشابة تمنع مطلقا اتفاقا و اما العجوز فلها حضور الجماعة عند ابى حنيفة فى الصلاة الا فى الظهر والعصر والجمعة و قالا: يخرج العجائز كلها كما فى الهداية والمجمع و غيرهما فالافتاء بمنع العجوز فى الكل مخالف للكل فالاعتماد على مذهب الامام.

(البحر الرائق ص ۶۲۸، جلد اول۔ باب الامامۃ۔ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ حصکفی کا قول ''مفتی بہ مذہب کے مطابق'' اس سے مراد متاخرین علماء کا مذہب ہے البحر الرائق میں ہے ''کہا جاتا ہے کہ متاخرین علماء نے جس فتویٰ پر اعتماد کیا ہے یہ مذہب حنفی کے امام (ابو حنیفہ) اور ان کے شاگردوں (امام ابو یوسف و محمد) کے مذہب کے خلاف ہے کیونکہ انہوں نے اتفاقاً فرمایا ہے کہ نوجوان لڑکیوں کو (مسجد میں آنے سے) روکا جائیگا اور بوڑھی عورتوں کو ظہر، عصر اور جمعہ کے علاوہ نمازوں میں اجازت

ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک ،اور صاحبین (امام یوسف اور امام محمد) کے نزدیک بوڑھی عورتیں تمام نمازوں میں آسکتی ہیں۔ اس لئے مطلق بوڑھی عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع کرنے پر فتویٰ دینا یہ آئمہ ثلاثہ (امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد) کی مخالفت ہے۔ اس لئے اعتماد (فتویٰ) امام ابوحنیفہ کے قول پر ہوگا۔

معلوم ہوا کہ متاخرین نے جو فتویٰ (مطلقاً عورتوں کا تمام نمازوں میں نہ آنے کا) دیا ہے وہ مفتیٰ بہ اور احناف کا معتمد علیہ مذہب نہیں ہے کیونکہ امام ابن الھمام نے مطلقاً بوڑھی عورتوں کو مسجد میں آنے کا جواز لکھا ہے کیونکہ بوڑھی عورتوں کی وجہ سے فساد نہیں پھیلتا۔

علامہ حصکفی لکھتے ہیں:

واستثنی الکمال بحثا العجائز المتفانیة. (الدر المختار ص ۴۱۹ جلد اول)

علامہ شامی لکھتے ہیں:

(قوله واستثنی الکمال ......الخ) ای مما افتی به المتأخرون لعدم العلة السابقة فیبقی الحکم فیه علی قول الامام فافهم.

(شامی ص ۴۱۹ جلد اول)

امام کمال الدین ابن الہمام نے بوڑھی عورتوں کا استثناء فرمایا یعنی متاخرین علماء نے (عورتوں کے مسجد میں آنے کی ممانعت پر) جو فتویٰ دیا ہے اس سے بوڑھی عورتوں کو اس لئے مستثنیٰ فرمایا کہ ان میں وہ پہلی والی علت (فتنہ فساد کی) نہیں ہے اس لئے حکم (فتویٰ) امام ابو حنیفہ کے قول ہی پر دیا جائیگا۔ (یعنی بوڑھی عورتیں مسجد میں آسکتی ہیں)

حکم علت کی وجہ سے لگتا ہے:

امام ابن الھمام (کمال الدین) کے قول سے معلوم ہوا کہ جہاں اور جس وقت عورتوں کے مسجد میں آنے میں فتنہ اور فساد والی علت نہ ہو تو ان کے لئے مسجد میں آنا جائز ہوگا اور اسی علت کی وجہ سے امام ابوحنیفہ نے فجر، مغرب اور عشاء کی نمازوں میں اور صاحبین نے تمام نمازوں میں عورتوں

کو آنے کی اجازت دی کیونکہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک فساق ان تین اوقات میں اپنے کاموں میں مشغول ہوتے ہیں اس لئے فتنہ وفساد کا خوف نہیں اور صاحبین کے نزدیک بوڑھی عورتوں میں شہوت نہ ہونے کی وجہ سے ان میں فتنہ وفساد کا خوف نہیں۔ جیسا کہ علامہ شامی لکھتے ہیں:

وانما منعها لقيام الحامل وهو فرط الشهوة بناء على ان الفسقة لا ينتشرون في المغرب لانهم بالطعام مشغولون و في الفجر والعشاء نائمون. (شامی ص ۴۱۹ جلد اول)

امام ابو حنیفہ نے جو بوڑھی عورتوں کو تین وقت نمازوں میں آنے کی اجازت دی اس کی وجہ یہ ہے کہ فساق لوگ مغرب کے وقت کھانے پینے میں لگے رہتے ہیں اور عشاء اور فجر میں سوئے رہتے ہیں۔

یہ آئمہ مجتہدین کے دور کی صورت حال تھی۔ دور حاضر میں فساق وفجار لوگوں کے معمولات روز روشن کی طرح ظاہر ہیں کہ دن رات ان کو فحاشی وعریانی پر مبنی فلموں اور پروگراموں سے فرصت نہیں ملتی کہ وہ مسجد کی طرف آتے ہوئے راستوں پر کھڑے ہو جائیں (بلکہ آجکل کے فیشن ایبل فساق فجار ان تعلیمی مراکز کے باہر دکھائی دے رہے ہوتے ہیں جہاں مخلوط نظام تعلیم کا سلسلہ جاری رہتا ہے یا ان پارکوں اور تفریح گاہوں میں جلوہ افروز ہوتے ہیں جہاں حیا وعزت نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی) اور دوسری طرف جو نمازی عورتیں مسجد آتیں ہیں وہ بھی باپردہ اور اپنے مردوں کے ساتھ اکثر اپنی ذاتی گاڑیوں میں آتی ہیں اور راستے بھی ویران نہیں بلکہ شہروں میں رات کو بھی دن کا سا سماں رہتا ہے۔ ہر وقت لوگوں کی چہل پہل رہتی ہے کسی عورت کو کوئی خوف وخطرہ نہیں ہوتا اور ماضی بعید کی طرح مسجدیں بھی زیادہ دور نہیں کہ ان تک پہنچنے میں کسی فتنے کا خوف ہو بلکہ ایک گنجان بستی (محلے) میں کئی مساجد ہوتی ہیں کہ ان تک جانے میں کوئی خوف وخطرہ نہیں۔ اس لئے دور حاضر میں عورتوں کے لئے مسجد جانے میں فتنہ وفساد کی علت نہیں پائی جارہی ہے اس لئے ان کے لئے شرعی شرائط کی پاسداری کرتے ہوئے باجماعت نمازوں میں شرکت جائز ہو جائیگی۔

امام ابو عبداللہ محمد بن محمد بن عمر حسام الدین لکھتے ہیں:

والحكم لا تثبت الا بعلة. (المنتخب الحسامی)

حکم علت ہی کی وجہ سے لگتا ہے۔

شیخ الاسلام امام سرخسی امام ابو حنیفہ کی طرف سے عورتوں کے لئے عیدین کی نماز میں شرکت کے جواز کی علت بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:

فاما صلوة العيدفتؤدى فى الجبانة فيمكنها ان تعتزل ناحية عن الرجال كيلا تصدم (مسبوط سرخسی ص ۶۳، الجزء الثانی مکتبہ غفاریہ کوئٹہ)

امام برھان الدین ابی المعالی محمود بن صدر الشریعہ ابن مازہ البخاری بھی مذکورہ علت کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

فاما صلاة العيد فتؤدى فى الجبانة فيمكنها ان تعتزل ناحية عن الرجال كيلا تصدم. (المحیط البرھانی ص ۴۸۷ جلد دوم ادارۃ القرآن کراچی)

چونکہ صلوۃ العید (عیدین کی نماز) عیدگاہ (میدان) میں پڑھی جاتی ہے اس لئے عورتوں کیلئے (عیدگاہ میں) ممکن ہے کہ وہ مردوں سے الگ کسی کونے میں کھڑی ہو جائیں گی تاکہ مردوں سے تصادم (اختلاط) نہ ہو جائے۔

علامہ زیلعی بھی یہی علت ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

وعند ابى حنيفه لا بأس ان تخرج العجوز فى الفجر والمغرب والعشاء والعيدين و يكره فى الظهر والعصر والجمعة وقيل المغرب كالظهر لانتشار الفساق فيه والجمعة كالعيدين لا مكان الاعتزال (تبیین الحقائق ص ۳۵۷ جلد اول۔ ایچ ایم سعید کراچی)

امام ابو حنیفہ کے نزدیک بوڑھی عورتیں فجر، مغرب، عیدین اور عشاء میں جا سکتی ہیں اور ظہر، عصر اور جمعہ میں ان کا جانا مکروہ ہے۔ لیکن کہا گیا کہ ظہر مغرب کی طرح ہے کیونکہ اس وقت بھی فساق (فاسق و فاجر لوگ) نہیں ہوتے اور جمعہ عیدین کی طرح ہے کہ اس میں عورتوں مردوں سے علیحدہ کھڑی ہوسکتی ہیں۔

معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک خواتین کے لئے مسجد میں نماز پڑھنے کے جواز یا ممانعت میں جو علت ہے وہ مردوں سے اختلاط اور تصادم ہے اگر اختلاط اور تصادم آ رہا ہے تو عورتیں

☆ بیع ملامسہ: بائع یا مشتری کہے کہ اگر میں نے تجھے یا تیرے کپڑے کو چھولیا تو ہمارے درمیان بیع ہوگی ☆

مسجد نہ جائیں ورنہ جاسکتی ہیں اور یہ حالت دور حاضر کی مساجد میں عیاں ہے کہ خواتین جن مساجد میں آتی ہیں ان میں ان کے لئے مردوں سے اختلاط اور تصادم سے بچنے کے لئے باقاعدہ الگ راستہ، الگ گیلری (منزل) اور الگ وضو خانے وغیرہ کی سہولت مہیا کی گئی ہوتی ہے ان امور کی موجودگی میں آج کل باقاعدہ خواتین نماز ادا کرنے کے لئے مسجد میں بلاکراہت جاسکتی ہیں۔

فقہاء احناف کے نزدیک خواتین کا زیارت القبور کے لئے جانا:

عزیز قارئین! یہاں تک آپ حضرات نے خواتین کو مسجد جانے سے منع کرنے والے علماء ومفتیان کرام کی ممانعت کی وجہ بار بار ملاحظہ فرمایا کہ مانعین علماء فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مبارک دور میں عورتوں نے فتنہ وفساد برپا کردیا تھا جس کی وجہ سے ام المومنین نے فرمایا کہ" اگر رسول اللہ ﷺ اس حالت کو دیکھتے جو عورتوں نے ایجاد کرلی ہے تو ان کو مسجد آنے سے منع فرما دیتے اور پھر دور حاضر جو فتنہ وفساد کا دور ہے اس میں تو بالکل مطلقاً عورتوں کو مسجد آنا مکروہ تحریمی، ممنوع اور ناجائز ہے۔" یہ مذکورہ علت مانعین علماء (اور بعض فقہاء احناف خاص کر مفتیٰ بہ قول ذکر کرنے والے علامہ حصکفی) کی وہ مضبوط دلیل ہے کہ جس پر انہوں نے عورتوں کے مسجد آنے کو مکروہ تحریمی اور ناجائز قرار دینے کی عمارت کھڑی کردی ہے۔ (اگرچہ احادیث کثیرہ صحیحہ اس مسئلے کے جواز پر دال ہیں) حالانکہ اگر دیکھا جائے تو جس طرح خواتین کے مسجد آنے میں فتنہ وفساد کا خوف وخطرہ ہے اس سے بڑھ کر زیارت القبور کے مسئلے میں اسی فتنہ وفساد کا خوف بھی ہے اور خود رسول اکرم ﷺ کا اس بارے میں ارشاد گرامی بھی ہے۔"**لعن الله زوارات القبور**" اللہ تعالیٰ ان خواتین پر لعنت فرماتا ہے جو بہت زیادہ زیارۃ القبور کے لئے جاتی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود فقہاء احناف اور اسی مفتیٰ بہ قول کو نقل فرمانے والے علامہ حصکفی نے خواتین کو زیارۃ القبور کے لئے جانے کی اجازت دی ہے۔ اب ہم چند فقہاء احناف (کثرھم اللہ) اور دیگر علماء کی وہ عبارات پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں جن میں انہوں نے خواتین کو زیارۃ القبور کی اجازت دی (اگرچہ فتنہ وفساد کا خوف یہاں بھی ہے بلکہ بڑھ کر ہے۔)

ملک العلماء علامہ کاسانی لکھتے ہیں:

> **ولا بأس بزيارة القبور والدعاء للاموات ان كانوا مؤمنين من غير وطء القبور لقول النبي ﷺ انى كنت نهيتكم عن زيارة القبور الا**

فزوروها فانها تذكركم الآخرة و لعمل الامة من لدن رسول الله ﷺ الى يومنا هذا. (بدائع الصنائع ص۳۲۰ جلد اول۔ رشیدیہ کوئٹہ)

زیارۃ القبور اور مسلمان مُردوں (اموات) کی دعا کے لئے (قبرستان) جانے میں کوئی حرج نہیں جبکہ قبروں کو نہ روندا جائے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں آپ لوگوں کو (پہلے) زیارۃ القبور سے منع فرمایا تھا اب (اجازت دیتا ہوں اور) قبور کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ تمہیں آخرت یاد دلاتی ہیں اور (دوسری وجہ زیارۃ القبور کے جواز کی یہ ہے کہ) اس پر آپ ﷺ کے مبارک دور سے لیکر آج تک امت (مسلمہ) کا عمل رہا ہے۔

علامہ ابن نجیم مصری لکھتے ہیں:

و صرح فى المجتبى بانها (اى زيارة القبور) مندوبة.........

وقيل تحرم على النساء والاصح ان الرخصة ثابتة لهما.

(البحر الرائق ص۳۴۲ جلد دوم۔ رشیدیہ کوئٹہ)

زیارۃ القبور مستحب ہے اگرچہ ایک قول میں عورتوں کے لئے حرام ہے لیکن اصح (صحیح ترین) قول یہ ہے کہ مرد و خواتین دونوں کے لئے اس کی رخصت (جواز) ہے۔

امام شمس الدین محمد الخراسانی القہستانی لکھتے ہیں:

و زيارة القبور مستحبة للرجال و كذا للنساء على الاصح.

(جامع الرموز ص۲۸۹ جلد اول ایچ ایم سعید کراچی)

صحیح ترین قول کے مطابق مرد وعورت دونوں کیلئے زیارۃ القبور مستحب ہے۔

علامہ شرنبلالی لکھتے ہیں:

ندب زيارتها للرجال والنساء على الاصح. (نور الایضاح)

والاصح ان الرخصة ثابتة للرجال والنساء فتندب لهن ايضا.

(مراقی الفلاح۔ قدیمی کراچی)

صحیح ترین قول یہ ہے کہ زیارۃ القبور مرد وعورت دونوں کے لئے جائز اور مستحب ہے۔

امام طحاوی علامہ شرنبلالی کی عبارت کی شرح میں لکھتے ہیں:

و حاصله ان محل الرخص لهن اذا كانت الزيارة على وجه ليس فيه فتنة والاصح ان الرخصة ثابتة للرجال والنساء لان السيدة فاطمة رضى الله عنها كانت تزور قبر حمزة كل جمعة و كانت عائشة رضى الله عنها تزور قبر اخيها عبدالرحمن بمكة كذا ذكره العينى فى شرح البخارى. (طحطاوی ص۶۲۰ قدیمی کراچی)

(زیارۃ القبور کے مسئلے کا) حاصل یہ ہے کہ اگر فتنہ نہ ہوتو عورتوں کیلئے زیارۃ القبور کی اجازت ہے کیونکہ صحیح ترین قول کی بناء پر مردو عورت دونوں کے لئے رخصت ثابت ہے کیونکہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہر جمعہ کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ معظمہ میں اپنے بھائی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کے لئے جاتی تھیں۔

شیخ وھبۃ الزحیلی لکھتے ہیں:

رأى الحنفية تندب زيارة القبور للرجال والنساء على الاصح لما روى ابن ابى شيبة ان رسول الله ﷺ كان ياتى قبور الشهداء باحد على رأس كل حول. الخ. و قال عليه الصلوٰة والسلام كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فانها تذكركم الموت. (الفقہ الاسلامی وادلتہ ص ۱۵۶۸ جلد دوم۔ رشیدیہ کوئٹہ)

احناف کی رائے (مذہب) یہ ہے کہ صحیح ترین قول کی بناء پر مرد وعورت دونوں کیلئے زیارۃ القبور مستحب ہے۔ ابن ابی شیبہ نے روایت کی کہ آپ ﷺ ہر سال شہداء احد کی زیارت (قبور) فرماتے تھے اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے آپ لوگوں کو زیارۃ القبور سے منع فرمایا تھا اب قبور کی زیارت کو جایا کرو کیونکہ یہ تمہیں موت یاد دلائے گی۔

علامہ حصکفی لکھتے ہیں:

و بزيارة القبور و لو للنساء لحديث كنت نهيتكم عن زيارة القبور الا فزوروها. (الدر المختار ص۲۴۲ جلد دوم)

علامہ شامی درج بالا عبارت کی شرح میں فرماتے ہیں:

(قولہ و بزیارۃ القبور) ای لاباس بھا بل تندب کما فی البحر.........قلت استفید منہ ندب الزیارۃ و ان بعدمحلھا .

(ردالمحتار ص۲۴۲ جلد دوم۔ایچ ایم سعید کراچی)

قبور کی زیارت کے لئے جانے میں کوئی حرج نہیں اگر چہ عورتوں کے لئے ہو کیونکہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے تم لوگوں کو زیارۃ القبور سے منع فرمایا تھا اب انکی زیارت کیا کرو۔

زیارۃ القبور میں کچھ حرج نہیں بلکہ مستحب ہے جیسا کہ البحر الرائق میں ہے:

میں (شامی) کہتا ہوں کہ اس سے زیارۃ القبور کا مستحب ہونا ثابت ہوا اگر چہ قبور دور ہوں۔

ملک العلماء شاہ محمد ظفر الدین قادری رضوی لکھتے ہیں:

متعدد احادیث میں زیارت قبور کو عورتوں کے لئے ناجائز فرمایا بلکہ لعنت تک آئی۔ قال ھذا حدیث حسن صحیح والامام احمد فی مسندہ وابن ماجۃ فی سننہ والحاکم فی المستدرک عن حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ۔ مگر بعد کو اجازت دے دی گئی۔ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں:

نھینا کم عن زیارۃ القبور فزوروھا رواہ محرر المذھب النعمانی الامام محمد بن الحسن الشیبانی فی الآثار عن امامنا الاعظم عن ابن بریدۃ الاسلمی عن ابیہ رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال و بھذا ناخذ لا باس بزیارۃ القبور للدعاء للمیت و لذکر الآخرۃ و ھو قول ابی حنیفۃ و مسلم و ابوداؤد والترمذی و ابن حبان والحاکم عن ابن بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ. علماء کو اختلاف ہوا کہ اس اجازت میں عورت بھی داخل ہے یا صرف مردوں کے لئے حکم ہوا۔ اصح مذہب میں عورتیں بھی داخل ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: **اختلف المشائخ فی زیارۃ القبور للنساء قال شمس الائمۃ السرخسی الاصح انہ لا بأس بھا.**

مختار الفتاویٰ میں ہے: **لا بأس بزيارة القبور وهو قول ابی حنيفة و ظاهر قول يقتضی الجواز للنساء ايضاً لانه لم يخص الرجال.**

کشف بزدوی علامہ فخر الدین علی بن محمد جلد ۳ صفحہ ۱۸۶ میں ہے: **والاصح ان الرخصة ثابت للرجال والنساء جميعا.** (فتاویٰ ملک العلماء ص ۴۵۲، ۴۵۳۔ طباعت ۲۰۰۵ء)

مفتی نظام الدین اعظمی مفتی دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں:

عورتوں کا مطلقاً قبرستان میں جانا یا مزار پر جانا فی نفسہ جائز ہے لیکن چونکہ کمزور دل کی ہوتی ہیں اس لئے متاثر ہوکر بعض ناجائز فعل (شرک و بدعت وغیرہ) کر دیتی ہیں اس لئے روکا جاتا ہے پس اگر پردہ کے ساتھ جائیں اور سنت کے مطابق کچھ پڑھ کر ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کر کے واپس آجائیں تو اس میں کوئی ممانعت نہ ہوگی۔

(نظام الفتاویٰ ص ۳۶۲ جلد دوم رحمانیہ لاہور)

مولانا ثناء اللہ امرتسری (غیر مقلد) لکھتے ہیں:

- عورتوں کو قبروں کی زیارت کے متعلق حضور ﷺ کا فرمان **نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها الحديث** (صحیح مسلم) اور نیز یہ بھی آپ کا فرمان صدیقہؓ کو **قولی اسلام علی اهل الديار من المومنين والمسلمين (الحديث)** (صحیح مسلم) مشکوۃ ص ۱۵۴ ج ۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں اجازت میں داخل ہوگئیں تھیں **قال بعض اهل العلم.** مشکوۃ ص ۱۵۴ ج ۱ (فتاویٰ ثنائیہ ص ۳۱۴ جلد اول۔ النور اکیڈمی سرگودھا)

عزیزان گرامی! مشت نمونہ خروار کے طور پر فقہائے احناف اور خاص کر ان فقہاء کرام کی عبارات کو ہدیہ قارئین کر دیا جنہوں نے عورتوں کے لئے نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے مسجد میں آنے کو مکروہ تحریمی اور ممنوع قرار دیا تھا مثلاً علامہ کاسانی، علامہ ابن نجیم اور علامہ حصکفی۔ اور انہوں نے اس کراہت کو مفتیٰ بہ قرار دیا تھا۔ لیکن ان ہی کی مذکورہ عبارات جو انہوں نے عورتوں کیلئے زیارۃ القبور کے جواز اور استحباب پر نقل کیں سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح مطلقاً عورتوں کیلئے زیارۃ

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

القبور کے لئے جانا جائز اور مستحب ہے اسی طرح مسجد میں نماز پڑھنے کیلئے جانا بھی جائز اور مستحب ہونا چاہئے کیونکہ جس طرح زیارۃ القبور کے جواز اور استحباب کیلئے حدیث مبارکہ میں صیغہ امر ''فزوروھا'' سے استدلال کیا گیا ہے اسی طرح خواتین کیلئے مسجد میں آنے کے جواز کے سلسلے میں جو احادیث مبارکہ پیش کردی گئی ہیں ان سے بھی امر کے صیغے موجود ہیں مثلاً **فاذنوا لھن، فلا تمنعوا نسائکم المساجد** وغیرہ تو اس سے بھی جواز اور استحباب ثابت ہونا چاہئے۔ حالانکہ زیارۃ القبور کے سلسلے میں کئی روایتیں ایسی بھی ہیں کہ ان میں زیارۃ القبور کی ممانعت کردی گئی ہے جب کہ خواتین کیلئے مسجد میں آنے کے سلسلے میں کوئی حدیث ممانعت کی نہیں بلکہ فتنہ وفساد پیدا کرنے والے اسباب کی ممانعت کردی گئی۔ (فافہم)

اس تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دور حاضر کے علماء ومفتیان نے جو متاخرین کے قول کو مفتیٰ بہ قرار دیا وہ بھی صحیح نہیں کیونکہ اگر خواتین کا نماز کے لئے نکلنا فتنہ وفساد کی وجہ سے مکروہ تحریمی اور کراہت مفتیٰ بہ ہوتا تو زیارۃ القبور کے لئے عورتوں کا نکلنا بدرجہ اولیٰ مکروہ تحریمی ہوتا کیونکہ اس میں فتنہ وفساد اس سے بڑھ کر ہے۔

''حالانکہ تالی باطل ہے تو مقدم مثلہ''

مسئلہ مذکورہ میں متاخرین کا فتویٰ مفتیٰ بہ نہیں:

مطلقاً عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع کرنے والے علماء نے جن فقہاء کی عبارات کا سہارا لیا ہے اور ان کے بل بوتے پر اپنے مسلک کو مفتیٰ بہ قرار دیا ہے یہ ازروئے اصول صحیح نہیں کیونکہ متاخرین کے قول پر اس وقت فتویٰ دیا جاتا ہے جب متقدمین اور خاص کر آئمہ مذہب سے اس بارے میں کوئی قول منقول نہ ہو حالانکہ صورت مسئولہ میں آئمہ مذہب کے اقوال موجود ہیں جن میں انہوں نے مطلقاً عورتوں کو تمام نمازوں میں شریک ہونے سے منع نہیں فرمایا جیسا کہ بدائع الصنائع اور ہدایہ کے حوالے سے گزر چکا ہے کہ انہوں نے نوجوان عورتوں کی قید لگائی اور بوڑھی عورتوں کیلئے خاص نمازوں یا تمام نمازوں میں شرکت کی اجازت ہے۔ کیونکہ صاحبین کا قول اصل میں امام اعظم کا قول ہوتا ہے۔

امام حسن بن منصور بن محمود اوزجندی المعروف بہ قاضی خان لکھتے ہیں:

المفتی فی زماننا من اصحابنا اذا استفتی فی مسئلة و سئل عن واقعة ان کانت المسئلة مرویة عن اصحابنا فی الروایات

☆☆امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی☆☆

الظاهرة بلا خلاف بينهم فانه يميل اليهم و يفتي بقولهم ولا يخالفهم برأيه و ان كان مجتهدا متقنا لان الظاهر ان يكون الحق مع اصحابنا ولا يعدوهم و اجتهاده لا يبلغ اجتهادهم ولا ينظر الى قول من خالفهم ولا يقبل حجته لانهم عرفوا الادلة و ميزوا بين ما صح و ثبت و بين ضده.

(فتاویٰ قاضی خان علی ہامش الفتاویٰ العالمگیریہ ص ۲ جلد اول ماجدیہ کوئٹہ)

ہمارے زمانے میں حنفی مفتی سے جب کوئی مسئلہ دریافت کیا جائے اور کسی واقعہ کے بارے میں پوچھا جائے تو اگر وہ مسئلہ ہمارے آئمہ سے ظاہر روایت میں بلا اختلاف مروی ہے تو وہ ان کے قول کی طرف مائل ہو اور ان کے قول کے مطابق فتویٰ دے۔ اور ان کے خلاف اپنی رائے نہ چلائے اگر چہ وہ ماہر مفتی ہو کیونکہ حق بظاہر ہمارے آئمہ کے ساتھ ہوگا ان سے متجاوز نہ ہوگا اور اس مفتی کا اجتہاد آئمہ کے اجتہاد کو نہیں پہنچ سکتا اور ان لوگوں کے قول کی طرف التفات نہ کرے جو آئمہ کے خلاف کہتے ہیں نہ اس کی دلیل قبول کرے کیونکہ تمام دلائل ہمارے آئمہ کے علم میں آچکے ہیں اور انہوں نے صحیح ثابت اور اس کے برعکس کے درمیان امتیاز کرلیا ہے۔

مطلقاً عورتوں کیلئے مسجد جانے کا جواز اصولی طور پر امام ابوحنیفہ کا مذہب ہے:

اگر چہ کتب فقہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے (حکمت کی بناء پر) بوڑھی عورتوں کو فجر، مغرب اور عشاء کی نماز میں شرکت کی اجازت دی ہے مگر دوسری طرف صحیح احادیث مبارکہ سے مطلقاً عورتوں کے لئے مسجد جانے کا جواز معلوم ہورہا ہے جن کو آپ گزشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں۔ اور امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ صحیح حدیث ہی میرا مذہب ہے۔ علامہ شامی لکھتے ہیں:

و نظير هذا ما نقله العلامة البيرى فى اول شرحه على الاشباه عن شرح الهداية لابن الشحنة الكبير والد شارح الوهبانية و شيخ ابن الهمام و نصه اذا صح الحديث و كان على خلاف

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے ☆

المذهب عمل بالحديث و يكون ذلك مذهبه و لا يخرج مقلده عن كونه حنفيا بالعمل به فقد صح عن ابی حنيفة انه قال اذا صح الحديث فهو مذهبی و حکی ذلک الامام ابن عبدالبر عن ابی حنيفة وغيره من الائمة انتهى و نقله ايضا الامام الشعرانی عن الائمة الاربعة. (شرح عقود رسم المفتی ص۱۷۔قدیمی کراچی)

اس کی نظیر وہ بات ہے جو علامہ بیری نے شرح اشباہ کے شروع میں شارح وھبانیہ کے والد ماجد اور علامہ ابن الھمام کے استاذ ابن شحنہ الکبیر کی شرح ہدایہ سے نقل کی ہے کہ ''جب حدیث پایہ ثبوت کو پہنچ جائے اور وہ مذہب کے خلاف ہو تو حدیث پر عمل کیا جائے گا اور وہی امام صاحب کا مذہب ہوگا اور حدیث پر عمل کرنے کی وجہ سے امام صاحب کا مقلد حنفیت سے نہیں نکلے گا کیونکہ امام ابوحنیفہ کا یہ ارشاد ثابت ہے کہ ''جب حدیث ثابت ہو جائے تو وہ میرا مذہب ہے۔'' علامہ ابن عبدالبر مالکی نے یہ بات امام ابوحنیفہ وغیرہ آئمہ کرام سے نقل کی ہے۔ اور یہی بات امام شعرانی نے بھی چاروں آئمہ سے نقل کی ہے۔

معلوم ہوا مسئلہ مذکورہ (عورتوں کا مسجد میں آنا) جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے ویسے ہی آئمہ احناف کا مذہب بھی ہے۔ اور اپنے مذہب کے آئمہ کے خلاف اپنی رائے چلانا جائز نہیں اگرچہ مفتی ماہر بھی ہو۔ جیسا کہ قاضی خان کے حوالے سے گزر چکا ہے۔

آئمہ مذھب اور متقدمین کے برعکس متاخرین کاقول کب معتبر ھے:

مذکورہ تحقیق پر اگر کوئی یہ اشکال (اعتراض) وارد کردے کہ جب اصول یہ ہے کہ آئمہ مذہب اور متقدمین کے اقوال سے عدول جائز نہیں تو کئی ایسے مسائل ہیں کہ جو متاخرین احناف کے ہاں مفتی بہ ہیں حالانکہ وہ آئمہ مذہب اور متقدمین کے صریح اقوال کے مخالف ہیں مثلاً تعلیم قرآن وغیرہ پر اجرت لینا جو متاخرین کے ہاں جائز ہے۔ حالانکہ امام ابوحنیفہ اور متقدمین فقہاء احناف کے ہاں یہ ناجائز تھا تو اس کا جواب یوں دیا جائیگا کہ اصول افتاء میں علامہ شامی لکھتے ہیں:

ان کثیرا من الاحکام التی نص علیھا المجتھد صاحب المذھب بناء علی ما کان فی عرفہ و زمانہ قد تغیرت بتغیر الا زمان بسبب فساد اھل الزمان او عموم الضرورۃ کما قدمناہ من افتاء المتاخرین بجواز الاستئجار علی تعلیم القرآن. (شرح عقود رسم المفتی ص ۳۷۔قدیمی کراچی)

بہت سے وہ احکام جو صاحب مذہب مجتہد نے اپنے عرف اور اپنے زمانے کے احوال پر بنیاد رکھ کر صراحۃً بیان کئے تھے وہ زمانہ بدلنے کی وجہ سے بدل گئے ہیں اور زمانہ کی تبدیلی یا تو لوگوں میں بگاڑ پیدا ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے یا عام ضرورت پیش آجانے کی وجہ سے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ متاخرین نے تعلیم قرآن پر اجارہ کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

معلوم ہوا کہ متاخرین کے اس فتویٰ کو مفتی بہ قرار دیا جائیگا۔ جس میں کوئی وجہ ترجیح کی ہو حالانکہ صورت مسئولہ (عورتوں کے مسجد میں آنے کے مسئلے) میں متقدمین، آئمہ احناف اور متاخرین سب نے ایک ہی علت بیان کی اور وہ فساد وفتنہ ہے۔تو جو علت متاخرین ذکر کر کے مفتیٰ بہ قرار دیتے ہیں وہی علت تو آئمہ مذہب نے بھی بیان کی تو اب اس علت کے ہوتے ہوئے جو حکم آئمہ مذہب نے بیان کیا وہی حکم اسی علت کی بناء پر آج بھی ہوگا اور رسم المفتی کے حوالے سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ صحیح حدیث آئمہ مذاھب کا مذہب ہوتا ہے اور صحیح حدیث میں مطلقاً عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت تھی حالانکہ دور نبوی میں بھی وہی علت ''فتنہ وفساد'' والی موجود تھی جس کے ہوتے ہوئے آپ ﷺ نے صراحتاً تو کیا اشارۃً بھی عورتوں کو مسجد میں آنے سے نہیں روکا بلکہ آنے کے حکم کے ساتھ ساتھ فتنہ وفساد والے اسباب کو ترک کرنے کا امر فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے لئے مسجد میں آنا دور نبوی، دور صحابہ اور دور تابعین (خیر القرون) سب میں جائز تھا اور یہی جواز اب بھی برقرار ہے اگرچہ افضل اور اولیٰ یہ ہے کہ خواتین گھر میں نماز پڑھیں۔

علامہ حصکفی کے مفتیٰ بہ قول کی مکمل وضاحت اور دور حاضر کے علماء کی چشم پوشی:

اگر علامہ حصکفی کے اس قول کو مان بھی لیا جائے جس میں انہوں نے مطلقاً عورتوں کے

☆بیع مرابحہ: خرید کردہ شے کی قیمت بتا کر اس کو نفع پر فروخت کرنا☆

مسجد میں آنے کو مکروہ تحریمی لکھا اور دور حاضر کے علماء نے اسی عبارت کو مفتی بہ قرار دیکر اسی مسئلے میں تشدد اور تنگ نظری سے کام لیا۔ لیکن اگر اسی عبارت پر گہری نظر ڈالی جائے تو یہ معلوم ہوگا کہ اس عبارت سے جس طرح عورتوں کا نماز باجماعت (جمعہ، تراویح اور عیدین) کے لئے حاضر ہونا مکروہ ثابت ہوتا ہے اسی طرح وعظ (تقریر) کی محفل میں حاضر ہونا بھی مکروہ معلوم ہوتا ہے لیکن مانعین حضرات علماء نے ان مذکورہ عبارتوں سے تو یہ نتیجہ اخذ فرمایا کہ عورتوں کا نماز باجماعت کے لئے مسجد میں آنا مکروہ ہے مگر یہ نہیں فرمایا کہ آجکل پاکستان کے تمام مکاتب فکر (مسالک مختلفہ) کے ہاں جو ماہانہ، سالانہ، ہفتہ وار اجتماعات میں جو (نوجوان، بوڑھی) عورتیں آتی ہیں یہ ناجائز، مکروہ تحریمی اور ممنوع ہے بلکہ ان اجتماعات کے مواقع پر باقاعدہ تمام مکاتب فکر کی انتظامیہ کی طرف سے جلی حروف سے اعلان ہوتا ہے کہ "خواتین کے لئے پردے کا انتظام ہے"

حالانکہ علامہ شرنبلالی حنفی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

"وقال فی الکافی ومتی کرہ حضور المسجد للصلوۃ لان یکرہ حضور مجالس الوعظ خصوصا عند ھؤ لاء الجھال الذین تحلوا بحلیۃ العلماء اولی.

(غنیۃ ذوی الاحکام فی بغیۃ درر الحکام ص ۸۶ جلد اول، میر محمد کراچی)

فقیہ محدث علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

"والفتوی الیوم علی المنع فی الکل فلذلک اطلق المصنف و یدخل فی قولہ الجماعات الجمعۃ وا لا عیاد والاستسقاء و مجالس الوعظ ولا سیما عند الجھال الذین تحلوا بحلیۃ العلماء وقصدھم الشھوات و تحصیل الدنیا"

(عینی شرح کنز الدقائق ص ۴۰ جلد اول باب الامامۃ)

آج کل فتویٰ اسی پر ہے کہ تمام نمازوں میں جانا خواہ دن کی ہوں یا رات کی، جوان اور ضعیفہ دونوں کیلئے ممنوع ہے اور مصنف (کنز الدقائق) کے قول، الجماعات، میں جمعہ، عیدین، استقاء اور وعظ کی مجلسیں بھی شامل ہیں، بالخصوص ان جاہل واعظوں کی مجلسیں جو علماء جیسی صورتیں بنا لیتے ہیں اور مقصود ان کا اپنی خواہشات نفسانی پورا کرنا اور دنیا کمانا ہے۔

اسی عبارت کو علامہ شیخ زین الدین المعروف بابن نجیم مصری نے البحر الرائق ص ۶۲۸ جلد اول اور علامہ شامی نے منحۃ الخالق علی البحر الرائق ص ۶۲۸ جلد اول اور امام سراج الدین عمر بن ابراہیم ابن نجیم نے النھر الفائق ص ۲۵۱ جلد اول اور علامہ عالم بن العلاء الدھلوی نے الفتاویٰ التاتار خانیہ ص ۴۵۷ جلد اول اور علامہ حصکفی نے در المنتقی شرح الملتقی ص ۱۰۹ جلد اول اور علامہ بدرالدین عینی نے البنایہ شرح الہدایہ ص ۴۱۳ جلد دوم میں بھی تحریر فرمائی ہے۔

عزیز قارئین! درج بالا عبارات پڑھ کر آپ حضرات خود ہی انصاف فرمائیں کہ فقہاء نے تو جس طرح نماز باجماعت کے لئے خواتین کا آنا مکروہ قرار دیا ہے اسی طرح مجالس وعظ و تقریر (جلسہ) میں خواتین کے آنے کو بھی مکروہ قرار دیا ہے مگر دور حاضر کے علماء کی منطق سمجھ سے بالاتر ہے کہ تقریر وتحریر کے ذریعے تو خواتین کے لئے مسجد میں آنے کو مکروہ تحریمی اور ناجائز قرار دیتے ہیں مگر اسی تقریر وتحریر میں اشارۃً بھی اس بات کی وضاحت تک نہیں فرماتے کہ آجکل فتنہ وفساد اور بے حیائی کا بڑا زور ہے اس لئے خواتین کا جس طرح مسجد میں آنا مکروہ اور ناجائز ہے اسی طرح کسی بھی جلسے (وعظ وتقریر کی محفل) میں آنا بھی ناجائز اور ممنوع ہے۔ حالانکہ اگر دیکھا جائے تو (جس طرح علامہ عینی نے فرمایا اس سے بڑھ کر آجکل) مساجد کے بجائے جلسہ گاہ میں بے حیائی کی انتہا ہوتی ہے کیونکہ جن مساجد میں عورتوں کی نماز کا اہتمام ہوتا ہے ان کے لئے باقاعدہ الگ دروازہ، منزل (گیلری) کی تخصیص اور پردے کا اہتمام ہوتا ہے پابند صوم وصلوٰۃ عورتیں بھی برقعہ میں باپردہ آتی ہیں (اوباش قسم کی آوارہ اور فتنہ گر، بازاری لڑکیوں کو مسجد سے منع کرنے کے جواز میں کوئی کلام نہیں) اور عام طور پر مساجد میں بوقت نماز مووی بنانے یا کسی دیگر غیر شرعی امور کا ارتکاب نہیں ہوتا کہ مردوں کو عورتوں کے سامنے یا بالعکس ٹی وی اسکرین پر لایا جائے لیکن جلسہ گاہ کی حالت تو علماء بہتر ہی جانتے ہیں کہ جس مسلک اور مکتبہ فکر والوں کا جب جلسہ ہوتا ہے تو اس میں خواتین کے آنے جانے، زیب وزینت، جاذب نظر لباس، مٹکتے (اتراتے) ہوئے آنا جانا، خوشبو اتنی مقدار میں کہ عطار کی دُکان سے کم نہیں، بجتے ہوئے زیور اور اوپر سے موبائل پر مختلف انداز کے ساز، مردوں اور عورتوں کے جم غفیر کو ظاہر کرنے کے لئے ایک کو دوسرے کے سامنے ٹی وی اسکرین پر پیش کرنا، مووی بنانے والے حضرات کے کیمرے کے سامنے مہذب انداز سے بیٹھنے یا شرارتی انداز اپنانے کے

امام محمد بن ادریس شافعی فرماتے ہیں: فقہ میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان امام محمد بن حسن کا ہے

کرتب دکھانا، کیمرے سے تصاویر بنانے کی بوچھاڑ، ان تمام امور کے ہوتے ہوئے مردوں اور عورتوں کے درمیان رسمی اور رواجی پردہ کہ اگر کھڑے ہو جائیں تو پردہ ندارد۔ اور اوپر سے اسٹیج بھی اتنا اونچا کہ اسٹیج نشین حضرات کی نظر یکساں طور پر خواتین و حضرات پر پڑے گی اور اسٹیج پر رونق افروز ہونے والے کو خواتین وحضرات کے بلند و بالا نعروں کا جواب بھی تو خواتین وحضرات کی طرف دیکھ دیکھ کر ہاتھ ہلا ہلا کر دینا ہوتا ہے (اور پھر بقول علامہ عینی رحمتہ اللہ علیہ ان کے زمانے کے مقررین جو علم وعمل سے عاری صرف اور صرف شعلہ بیانی کے سکے بٹھا کر دنیاوی سکے (رقم) حاصل کرنے کے لئے سرتوڑ کوشش کرتے ہیں) یہ تو علامہ عینی رحمتہ اللہ علیہ کے دور کے مقررین (واعظین) کی حالت تھی۔ دور حاضر کے اسٹیج نشین (مقررین وہمنوا) کی حالت پر ذرا انصاف کی نظر ڈالیں تو علمی حالت اس قدر کہ موضوع اور من گھڑت قول پیش کیا اور سامعین کے نعروں سے نشتر پارک (جلسہ گاہ) گونج اٹھا، اور عملی حالت تو یہ ہوتی ہے کہ سادگی کا کوئی نام ونشان تک نہیں بلکہ مقرر شعلہ بیان کہ جن کی راہ تکتے تکتے آنکھیں تھک گئیں جب وعظ وتقریر کی مسند پر رونق افروز ہوتا ہے تو ماشاء اللہ چار پانچ مختلف رنگوں کا مجموعہ ہوتا ہے عمامہ ایک رنگ کا تو قمیض دوسرے رنگ کی، شلوار کسی اور رنگ کا تو گردن سے لپیٹا ہوا رعب جمانے کا مفلر کسی اور رنگ کا۔ اور سب سے زیادتی اس وقت جب حصول دنیا کے لئے ایک تقریر کی ہزاروں پر بات ہوتی ہے۔ حالانکہ اعلی حضرت امام احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں ''کہ مجلس میلاد شریف پڑھنے کے لئے پیشتر ٹھہرا لینا کہ ایک روپیہ دو تو ہم پڑھیں گے اور اس سے کم پر نہیں پڑھیں گے یہ ممنوع ہے اور ثواب عظیم سے محرومی مطلق۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے ولا تشتروا بایتی ثمنا قلیلا. واللہ اعلم (احکام شریعت ص۱۶۶)

عزیز دوستو! آپ نے اندازہ لگایا ہوگا کہ فتنہ وفساد اور بے حیائی کا خوف اور ڈر خواتین کا مسجد میں جانے میں ہے یا جلسہ گاہ اور وعظ وتقریر کی محفل میں؟ لیکن ایک مطلقا مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے اور دوسرا عین دین اسلام کی خدمت ہے (فافھم) حالانکہ ہمارا موقف خواتین کا مسجد میں جانے کے بارے میں یہی ہے کہ ان کے لئے بہر صورت (چاہے فتنہ وفساد کا خوف ہو یا نہ ہو) بہتر اور افضل یہ ہے کہ وہ گھر میں نماز پڑھیں، اور شرائط کی موجودگی میں ان کے لئے مسجد جانا جائز اور مباح اور اصولاً مستحب ہوگا نہ کہ مکروہ تحریمی اور ناجائز۔

فضل العالم علی العابد کفضلِ القمرِ علی سائرِ الکواکب (سنن ابوداود وترمذی)

مفتی کفایت اللہ دہلوی لکھتے ہیں:

(عورتوں کو جمعہ کی نماز مسجد میں جا کر پڑھنا) جائز ہے مگر بہتر نہیں۔

(کفایت المفتی ص ۲۴۵ جلد سوم۔ حقانیہ ملتان)

مفتی محمود لکھتے ہیں کہ احتیاط تو بہر حال اسی میں ہے کہ عورتوں کو مطلقاً اجازت نہیں ہونی چاہئے۔ فساد زمانہ میں اسکی اجازت سے مفاسد پیدا ہونے کا قوم احتمال ہے ویکرہ حضورهن الجماعة ولو لجمعة وعيد وعظ مطلقا ولو عجوزا ليلا على المذهب المفتیٰ به لفساد الزمان واستثنیٰ الكمال العجائز المتفانية. (درمختار باب الامامۃ ج ۱) لیکن وہاں کے لوگوں نے ایسا کوئی انتظام کر دیا ہے۔ جس سے وہاں کے محافظ حضرات بھی مطمئن ہوں تو اس صورت میں وہاں علماء خود اس حالت کا مشاہدہ کر کے فتویٰ جواز کا دے دیں تو اس پر عمل کی گنجائش ہے واللہ اعلم۔ (فتاویٰ مفتی محمود ص ۲۲۵ جلد دوم جمعیت پبلیکیشنز)

شیخ وحید الزمان غیر مقلد لکھتے ہیں:

ولا يجوز منع النساء عن حضورهن الجماعة ولو لجمعة وعيد و وعظ اذا خرجن تفلات غير متبرجات بزينة مع لباس ساتر سيما العجائز. (نزل الابرار ص ۹۸ جلد اول۔ مطبوعہ سعید المطابع بنارس ہند)

عورتوں (چاہے جوان ہو یا بوڑھی) کو نماز باجماعت کے لئے آنے سے منع کرنا جائز نہیں اگر چہ جمعہ کی نماز ہو یا عیدین کی۔ اسی طرح مجلس وعظ وتقریر سے بھی ان کو منع کرنا جائز نہیں جبکہ عورتیں خوشبو نہ لگائیں اور زیب و زینت والا لباس نہ پہنیں خاص کر بوڑھی عورتوں کو۔ (تو بالکل منع نہیں کرنا چاہئے)

علامہ یوسف قرضاوی لکھتے ہیں:

عورتوں کا اپنے گھر میں رہ کر رمضان کی راتوں کی نمازیں پڑھنا یعنی تراویح پڑھنا زیادہ افضل ہے الا یہ کہ مسجدوں میں جانے سے ان کا مقصد صرف تراویح پڑھنا نہیں بلکہ دوسرے نفع بخش نیک کام ہوں مثلاً

وعظ وتذکیر کے پروگرام میں شامل ہونا ہو یا درس وتدریس کی مجلس سے استفادہ کرنا ہو یا کسی جید قاری کی قرأت سننی ہو تو ان حالتوں میں ان کا مسجد جا کر نماز ادا کرنا زیادہ افضل ہے۔ کیونکہ ان صورتوں میں نماز پڑھنے کے علاوہ دوسری نیکیاں بھی مقصود ہیں اور اس لئے بھی کہ آجکل مرد حضرات اپنی عورتوں کو دینی تعلیم دلانے کا زیادہ اہتمام نہیں کرتے اس لئے ان عورتوں کا مسجد جا کر نماز باجماعت ادا کرنے کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم حاصل کرنا ان کے لئے زیادہ بہتر ہے اگر وہ گھر میں بیٹھی رہیں گی تو ممکن ہے کہ انہیں نماز میں وہ رغبت نہ پیدا ہو جو مسجد میں ہوتی ہے۔ تاہم بہرصورت عورتیں مسجدوں میں اپنے شوہروں کی اجازت ہی سے جاسکتی ہیں اور شوہروں کو بھی چاہئے کہ اپنی بیویوں کو مسجدوں میں جانے سے نہ روکیں الا یہ کہ واقعی کوئی شرعی عذر ہو۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

لا تمنعوا اماء الله مساجد الله۔ (مسلم)

اللہ کی باندیوں (عورتوں) کو مسجدوں سے نہ روکو۔

موصوف آگے لکھتے ہیں۔

یہاں میں ایک خاص بات کی طرف لوگوں کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کچھ ایسے حضرات ہوتے ہیں جو عورتوں کے معاملے میں ضرورت سے زیادہ غیرت مند ہوتے ہیں اتنے زیادہ کہ ان پر تکلیف دہ حد تک پابندیاں عائد کرتے ہیں انہیں کسی صورت میں مسجدوں میں جانے کی اجازت نہیں دیتے حالانکہ آج کل مسجدوں میں عورتوں کے لئے علیحدہ محفوظ جگہ ہوتی ہے جب کہ حضور کے زمانے میں عورتوں کے لئے کوئی علیحدہ جگہ نہیں ہوتی تھی۔ میں ان سے کہنا چاہوں گا کہ غیرت ایک اچھی صفت ہے لیکن اس میں حد سے تجاوز کرنا ایک ناپسندیدہ بات ہے۔ فرمان نبوی ہے کہ **ان من الغيرة ما يبغضه الله و رسوله**۔ کچھ ایسی غیرت ہے جسے اللہ ناپسند کرتا ہے اور اس

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

کا رسول بھی۔ دور حاضر نے نئی زندگی کے دروازے عورتوں پر وا کئے ہیں آج عورتیں اپنے گھروں سے نکل کر اسکول، کالج اور بازار ہر جگہ آتی جاتی ہیں لیکن اس جگہ جانے سے محروم ہوگئی ہیں جو اس سرزمین پر سب سے بہتر جگہ ہے یعنی مسجد۔ (فتاویٰ یوسف القرضاوی ص ۱۶۱ تا ۱۶۳ دارالنوادر لاہور)

شرائط کی رعایت کرتے ہوئے عورتیں تبلیغی اور اصلاحی مجالس میں آنے کے ساتھ ساتھ سیاسی وسماجی خدمات بھی ادا کرسکتی ہیں۔

اب ہم ذیل میں مختلف مکاتب فکر کے علماء کی وہ عبارات زیب قرطاس کرتے ہیں جنہوں نے اصلاحی مجالس (مجلس وعظ ونصیحت) اور تبلیغی جماعات میں مذکورہ شرائط کے ساتھ عورتوں کی حاضری کو ضروری یا جائز سمجھا ہے۔

عورتوں کا مجلس وعظ وتقریر (اصلاحی مجالس) میں آنا

امام احمد رضا خان فاضل بریلوی لکھتے ہیں:

''واعظ یا میلاد خواں اگر عالم سنی صحیح العقیدہ ہو اور اس کا وعظ و بیان صحیح و مطابق شرع ہو اور جانے میں پوری احتیاط اور کامل پردہ ہو اور کوئی احتمال فتنہ نہ ہو اور مجلس رجال سے دور ان کی نشست ہو تو حرج نہیں۔''

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۲ ص ۲۳۹ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

مفتی محمد فرید دیوبندی مفتی اعظم دارالعلوم حقانیہ لکھتے ہیں:

جن گھروں میں بے دینی کا ماحول ہو تو ان گھروں کی مستورات کیلئے ضروری ہے کہ خاوند یا محرم کی رفاقت میں باقاعدہ اور باشرائط ایسے اصلاحی مجالس کو حاضر ہوں۔ (فتاویٰ فریدیہ ص ۱۸۰ جلد اول، دارالعلوم صدیقیہ صوابی)

مفتی موصوف دوسری جگہ لکھتے ہیں:

قال بعضهم يجوز لهن الخروج اذا كان باذن الزوج تفلات مجتنبات عن لباس الزينة والتعطر واختلاط الرجال فما دامت النساء راعت هذه الشرائط فلا ضير فيه لانه خروج للعلم باذن

الزوج وهو جائز و قال عليه الصلوة والسلام طلب العلم فريضة على كل مسلم و مسلمة رواه ابو حنيفة رحمه الله تعالىٰ قلت و فى عهدنا كثر الفساد والجهل عن الدين فى العوام و فى نساء الخواص فاذا انسد ابواب الفساد برعاية الشرائط المارة فاى شئى يمنع من الخروج فيها.

(منہاج السنن شرح جامع السنن للترمذی ص ۱۶۹، ۱۷۰ جلد ۵۔ باب ماجاء فی خروج النساء فی الحرب)

بعض علماء فرماتے ہیں کہ خواتین کے لئے گھروں سے نکلنا جائز ہے اس صورت میں کہ وہ خوشبو نہ لگائیں زیب و زینت والے لباس نہ پہنیں اور مردوں کے ساتھ اختلاط نہ ہو تو جب تک خواتین ان مذکورہ شرائط کی رعایت کریں گی تو ان کے لئے طلب علم کے واسطے نکلنا شوہر کی اجازت سے جائز ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا علم طلب کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے جیسا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا۔ میں (محمد فرید) کہتا ہوں ہمارے دور میں فساد کی کثرت اور دین سے ناواقفیت عام طور پر عوام میں اور خواص کی خواتین میں زیادہ ہے تو جب مذکورہ شرائط کی رعایت کرتے ہوئے فساد کا دروازہ بند ہو جائے تو خواتین کے لئے نکلنا جائز ہو جائیگا۔

مفتیان کرام دارالعلوم حقانیہ نوشہرہ لکھتے ہیں:

مروجہ تبلیغ کا مقصد اعلاء کلمۃ اللہ اور تعلیم و تعلم ہے جسکا حصول ہر مسلمان مرد اور عورت کی شرعی ذمہ داری ہے۔ اور دونوں کو تبلیغ دین کا حق حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بے شمار نیک خواتین قرآن و حدیث کے علوم کی ماہرات گزری ہیں اور پھر آنخضرت ﷺ کے مبارک دور میں خواتین اسلام کا جہاد میں شریک ہونا بھی ثابت ہے۔ اس لحاظ سے خواتین کی جہاد میں شرکت کی بناء پر تبلیغی جماعات میں خواتین کی شرکت جائز معلوم ہوتی ہے۔ تاہم پردہ، محارم اور دیگر حدود شرعی کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

(فتاویٰ حقانیہ ص ۴۳۸، ۴۳۹ جلد دوم)

☆ بیع مقائیضہ یہ ہے کہ: سامان کے بدلے سامان کی بیع ہو ☆

مفتی محمد یوسف لدھیانوی لکھتے ہیں:

تبلیغ والوں نے مستورات کے تبلیغ میں جانے کے لئے خاص اصول وشرائط رکھے ہیں۔ان اصولوں کی پابندی کرتے ہوئے عورتوں کو تبلیغی جماعات میں جانا بہت ہی ضروری ہے۔اس سے دین کی فکر اپنے اندر بھی پیدا ہوگی اور امت میں دین والے اعمال بھی زندہ ہونگے۔

(آپ کے مسائل اوران کا حل ص ۲۷۵ جلد ہفتم۔مکتبہ لدھیانوی کراچی)

مفتی محمود حسن گنگوہی لکھتے ہیں:

عورتوں میں تبلیغ کی بے حد ضرورت ہے اگر اپنے مکان پر ان کو دین سکھانے اور کتاب سنانے کا انتظام کر دیں تو بہتر ہے یا پھر اپنے ہی شہر میں ہفتہ میں ایک دن ان کے اجتماع کا مقرر کر دیا جائے یہاں سب پردہ کے ساتھ جمع ہو جایا کریں۔اگر کہیں سفر ہی کرنا ہو تو شوہر یا کسی محرم کے ساتھ جانے کا انتظام جائے تا کہ دینی نقصان بھی نہ ہو، فتنہ سے بھی امن رہے۔عورتوں کی تربیت کا مقصد بھی حاصل ہو جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۴۷ جلد بارہ)

مفتی موصوف دوسری جگہ لکھتے ہیں:

تبلیغی جماعت کا مقصد دین سیکھنا اس کو پختہ کرنا اور دوسروں کو دین سیکھنے پختہ کرنے کیلئے آمادہ کرنا ہے۔اوراس جذبہ کو عام کرنے کیلئے طویل طویل سفر بھی اختیار کئے جاتے ہیں۔جس طرح مرد اپنے دین کو سمجھنے اور پختہ کرنے کے محتاج ہیں عورتیں بھی محتاج ہیں اور گھروں میں عامۃ اس کا انتظام نہیں ہے اسلئے اگر لندن یا کسی بھی دور دراز مقام پر محرم کے ساتھ حدود شرع کی پابندی کا لحاظ رکھتے ہوئے جائیں اور کسی کے حقوق تلف نہ ہوں تو شرعا اسکی اجازت ہے بلکہ دینی اعتبار سے مفید اور اہم ہے۔(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۰۷ جلد ۱۴)

مفتی منیب الرحمٰن صاحب بریلوی ہزاروی لکھتے ہیں:

☆ بیع مزابنہ: کٹے ہوئے پھل کو درخت پر لگے ہوئے پھل کے بدلے انداز افروخت کرنا ☆

خواتین کا چار دیواری کے اندر یا مکمل باپردہ جلسہ گاہ میں دینی اجتماع منعقد کرنا، محفل میلاد میں شرکت کرنا، تقریر کرنا، نعت اور صلوٰۃ وسلام پڑھنا یا تلاوت کرنا، یہ سب امور جائز ہیں بشرطیکہ بے پردگی نہ ہو۔

(تفہیم المسائل ص ۳۶۸ جلد اول ۔ضیاء القرآن کراچی)

مفتی محمد تقی عثمانی لکھتے ہیں:

اگر خواتین پردے کے اہتمام کے ساتھ تبلیغی اجتماع میں جائیں تو جائز ہے بلکہ بحالت موجودہ ایسے اجتماعات میں عورتوں کی شرکت مفید ہے۔

(فتاویٰ عثمانی ص ۲۴۲ جلد اول)

مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب لکھتے ہیں:

ان میں تبلیغ یا تو بذریعہ کتب و رسائل کی جائے یا ذی علم عورتیں غیر ذی علم عورتوں کو احکام سکھا دیں یا نہایت پردہ کے ساتھ واعظ سے بالکل علیحدہ ایک عمارت یا بڑے پردے کی آڑ لے کر وعظ و احکام سنیں۔ مگر اس تیسری صورت میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ (فتاویٰ نعیمیہ ص ۴۸۔ مکتبہ اسلامیہ لاہور)

مفتی اعظم ہالینڈ مفتی عبدالواجد قادری لکھتے ہیں:

مجلس علمی میں عورتوں کو شریک ہونے کے لئے آنا جائز اور کار ثواب ہے مگر انہیں دو باتوں کا دھیان رکھنا چاہیئے:

۱۔ مزین و معطر ہو کر یا زرق برق لباس کے ساتھ نہ آئیں۔

۲۔ مجلس میں عورت و مرد کا اختلاط نہ ہو، دونوں کے لئے الگ الگ بیٹھنے کا نظم ہو اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو درمیان میں گاڑھا پردہ موجود ہو اور اس کے باوجود کچھ دور ہی بیٹھنے کی کوشش کریں۔

(فتاویٰ یورپ ص ۵۳۴۔ شبیر برادرز لاہور)

عورتوں کی سیاسی اور سماجی خدمات کا جواز:

عورتوں کے لئے شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے جانا تو کیا ووٹ کے استعمال کے لئے اور سماجی خدمات ادا کرنے کے لئے بھی گھر سے باہر جانا جائز ہے۔

مفتیان حقانیہ لکھتے ہیں:

☆ بیع سوم علی سوم وغیرہ: دوسرے شخص کے بھاؤ پر بھاؤ لگانا۔ (یہ ناجائز ہے) ☆☆

تاہم ایک مسلمان عورت کے ووٹ ڈالنے کیلئے ضروری ہے کہ وہ پردہ اور دیگر امور شرعیہ کا خیال کرتے ہوئے اپنے ووٹ کا حق استعمال کرے ورنہ معصیت کے ارتکاب سے ووٹ کا ترک کرنا افضل ہے۔ (فتاویٰ حقانیہ ص ۳۱۲ جلد دوم)

مفتی کفایت اللہ دہلوی لکھتے ہیں:

عورتوں کا ووٹر بننا ممنوع نہیں ہے۔ ہاں ووٹ دیتے وقت شرعی پردہ کا لحاظ رکھنا لازم ہوگا۔ (کفایت المفتی ص ۳۷۱ جلد ۹ سیاست)

علماء حقانیہ دوسری جگہ لکھتے ہیں:

اگر عورت امور شرعیہ کا خیال رکھتے ہوئے اسمبلی یا پارلیمنٹ کی ممبر بن جائے تو شرعاً اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (فتاویٰ حقانیہ ص ۳۱۸، ۳۱۹ جلد دوم)

عورتوں کو بازاری ذمہ داری سونپنا:

اگر اسلامی تاریخ اور اسماء الرجال کی کتب پر نظر ڈالی جائے تو صاف طور پر نظر آتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ایک صحابیہ کو بازار کے نظم ونسق پر مامور کیا تھا اور اس صحابیہ کو رائے اور مشورہ دینے میں ترجیح دیتے تھے۔ اس صحابیہ کا نام حضرت شفاء رضی اللہ عنہا ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اسی صحابیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

" الشفاء بنت عبدالله بن عبدشمس بن خلف..... و كان عمر يقدمها في الراى و يرعاها و يفضلها و ربما ولاها شيئا من امر السوق." (الاصابہ فی تمیز الصحابہ ص ۳۴۱ جلد اول بحوالہ حقانیہ)

اب ہم ذیل میں دور حاضر کے مختلف مکاتب فکر کے مفتیان کرام کے وہ فتاویٰ نقل کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں جن میں انہوں نے دور حاضر میں (اگرچہ فتنہ وفساد کا خوف بھی ہے) عورتوں کو اصلاحی، تبلیغی اور دینی اجتماعات میں جانے کی اجازت دیتے ہوئے اس اجازت کو مستحب، کار خیر اور باعث ثواب قرار دیا ہے۔

علامہ مفتی محمد حسن حقانی اشرفی صاحب کا فتویٰ:

ایسی دینی اجتماعات جن میں قرآن وسنت کی روشنی میں احکام شرعیہ اور

مسلک حق اہل سنت کے عقائد و معمولات کی تبلیغ کی جاتی ہو، انبیاء کرام خصوصاً سید الانبیاء حضور سرور کائنات ﷺ اور اولیائے امت کی تعظیم و محبت کا درس دیا جاتا ہو ان میں خواتین کا شرکت کرنا بلاشبہ جائز اور باعث ثواب ہے۔ خصوصا اس دور میں جبکہ خواتین کا بیشتر وقت بے مقصد زیبائش و آرائش، بازاروں کی سیر اور دیگر لغو کاموں میں ضائع ہوتا ہے، ایسے دینی اجتماعات کا انعقاد یقیناً باعث برکت ہے۔ کہ ایسے اجتماعات میں اگر خواتین شرکت نہ کریں تو اغلب یہ ہے کہ ان کا یہ وقت کسی کی غیبت یا متذکرہ فضول کاموں میں سے کسی کام میں صرف ہوگا جو کہ شرعاً قابل گرفت ہے۔ اس لئے مردوں کے اجتماعات منعقد کرنے کے ساتھ ساتھ خواتین کی اصلاح کے لئے بھی دینی اجتماعات کا انعقاد ہونا چاہئے۔ خصوصا اس لئے بھی کہ عورتوں میں ناواقفیت غالب ہوتی ہے۔ تاہم پردہ کا اہتمام اور خواتین کی حفاظت ضروری ہے۔ خواتین کے لئے دینی اجتماع منعقد کرنے اور اس میں خواتین کی شرکت کا حکم درج ذیل حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں:

قال النساء للنبی ﷺ: غلبنا علیک الرجال فاجعل لنا یوما من نفسک فوعدھن یوما لقیھن فیہ فوعظھن و امرھن. و لفظ مسلم: فاجعل لنا من نفسک یوما ناتیک فیہ تعلمنا مما علمک اللہ قال اجتمعن یوم کذا و کذا فاجتمعن فاتاھن رسول اللہ ﷺ فعلمھن مما علمہ اللہ.

یعنی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کچھ خواتین نے آکر عرض کی کہ آپ کے پاس (حصول علم میں) مرد ہم پر سبقت لے گئے ہیں، اسلئے آپ اپنی جانب سے ہمارے لئے ایک دن مخصوص فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے ایک دن کا وعدہ فرمالیا، جس میں آپ نے انہیں نصیحت اور تبلیغ فرمائی۔ صحیح مسلم کے الفاظ یہ ہیں کہ: آپ ہمارے لئے اپنی جانب سے ایک دن مقرر

☆ بیع فاسد: جو بیع اصل کے اعتبار سے جائز ہو لیکن وصف کے اعتبار سے جائز نہ ہو ☆

فرما دیں جس میں ہم آپ کے پاس آئیں اور آپ ہمیں وہ باتیں سکھائیں جو آپ کو اللہ عزوجل نے سکھائی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم فلاں فلاں دن جمع ہو جانا۔ وہ جمع ہوئیں، پھر رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور انہیں وہ باتیں سکھائیں جو اللہ عزوجل نے آپ کو سکھائیں۔

(صحیح بخاری، رقم الحدیث ۱۰۱، صحیح مسلم: ۲۶۳۳)

واللہ و رسولہ اعلم بالصواب

مفتی محمد یوسف بندیالوی مفتی و شیخ الحدیث (جامعہ رضویہ شمس العلوم کراچی) کافتویٰ:

خواتین اسلامی اجتماعات میں شرعی پردے میں شرعی قواعد وضوابط کی پابندی کرتے ہوئے شرکت کر سکتی ہیں اور ان کو ثواب بھی ملے گا۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

مفتی ابوالصالح محمد قاسم القادری مفتی دارالافتاء اہلسنت کا فتویٰ

عورت چند قیودات کے ساتھ بیان یا محفل نعت سننے کو جا سکتی ہے یعنی عالم سنی صحیح العقیدہ ہو جو کہ درست مسائل بیان کرتا ہو، پردہ شرعی کی رعایت ہو، مردوں سے اختلاط و بے پردگی نہ ہو اور کوئی فتنہ نہ ہو۔ چنانچہ امام اہلسنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں" واعظ یا میلاد خواں اگر عالم سنی صحیح العقیدہ ہو اور اس کا وعظ و بیان صحیح و مطابق شرع ہو اور جانے میں پوری احتیاط اور کامل پردہ ہو اور کوئی احتمال فتنہ نہ ہو اور مجلس رجال سے دور ان کی نشست ہو تو حرج نہیں۔"

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۲ ص ۲۳۹ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

واللہ ورسولہ اعلم عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

مفتی عبدالرؤف سکھروی مفتی دارالعلوم کراچی کا فتویٰ

مسلمان خواتین کو کسی دینی، اصلاحی اور تبلیغی اجتماعات میں اصلاحی بیانات سننے کے لئے جانا جائز ہے، اور اس میں ان کو ثواب بھی ملے گا،

☆ اقرار: عاقل و بالغ کا غیر کا حق اپنے اوپر ثابت ہونے کی خبر دینا اقرار ہے ☆

لیکن اس میں درج ذیل شرائط کی پابندی ضروری ہے:

۱۔ مکمل شرعی پردہ میں ہوں۔

۲۔ مذکورہ مقامات صرف خواتین کے لئے مخصوص ہوں، مخلوط ماحول نہ ہو، اور مردوں کا وہاں آنا جانا اور عمل دخل بالکل نہ ہو۔

۳۔ آنے جانے کے لئے پردہ کا ایسا انتظام ہو کہ کسی مرحلہ پر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔

۴۔ درس یا وعظ کرنے والا اگر مرد ہو، تو اس میں یہ ضروری ہے کہ اس کے اور خواتین کے درمیان مناسب پردہ حائل ہو، جس سے بے پردگی کا بالکل احتمال نہ ہو۔

۵۔ شوہر یا ولی کی اجازت سے جائیں۔

۶۔ اور اگر اس کے لئے سفر کرنا ہو، تو محرم ساتھ ہو۔

واللہ تعالیٰ اعلم

مفتی محمدعبدالمجیددین پوری مفتی بنوری ٹاؤن کا فتوٰی

عورتوں کا باپردہ ہو کر شرعی اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے اصلاحی و اسلامی اجتماعات میں گاہے بگاہے شرکت کرنا صحیح و درست ہے اس میں کوئی قباحت نہیں کیونکہ حضور ﷺ عورتوں کو اس طرح انتظام کے ساتھ وعظ فرماتے تھے ....فقط واللہ اعلم

الحاصل یہ کہ صورت مسئولہ میں خواتین کے لئے بہر صورت سب سے افضل اور بہتر یہ ہے کہ وہ اپنی تمام نمازیں (فرائض، واجبات، سنن وغیرہ) گھر ہی میں پڑھیں اسی میں کثرت ثواب، فضیلت اور بہتری ہے۔ اور مساجد میں حاضر ہونے سے اجتناب کریں۔ لیکن پھر بھی اگر مسلمان پابند صوم و صلوٰۃ عورتیں مسجد میں آنا چاہیں تو ان کو مذکورہ شرائط کا لحاظ رکھنا چاہیے، باپردہ آئیں، خوشبو نہ لگائیں، بجتا ہوا زیور اور زیب و زینت والا جاذب نظر لباس نہ پہنیں، مردوں کے ساتھ مل کر ایک دروازے سے نہ آئیں تا کہ ان کی عزت پر کوئی داغ نہ لگے۔ جن مساجد میں عورتوں کی نماز کا اہتمام کیا جاتا ہے ان مساجد کے ائمہ اور خطباء (علماء) کو چاہیے کہ وہ خواتین کو آنے کی شرائط سمجھائیں تا کہ فتنہ و فساد کا سد باب بھی

☆ بیع صرف: چاندی یا سونے کی بیع چاندی یا سونے کے بدلے میں ☆

ہو جائے اور مسلمان عورتیں اس ثواب سے محروم بھی نہ رہ جائیں اور مساجد کے منتظمین کو بھی اس کا انتظام کرنا چاہیے کہ عورتوں کے لئے الگ راستے کا اہتمام کیا جائے تاکہ مرد وعورت کا مخلوط طور پر آنا جانا نہ ہو ورنہ پھر گھر ہی میں انھیں نماز پڑھنی چاہیے کہ اسی میں فتنوں اور دیگر گناہوں سے بچاؤ اور سلامتی ہے۔

الحمد للہ ہم نے خواتین کا نماز کے لئے مسجد میں آنے کے مسئلے پر حتی الوسع تفصیلی بحث کی کیونکہ دور حاضر کے مختلف مکاتب فکر کے بعض علماء ومفتیان نے اس سلسلے میں تشدد اور تنگ نظری سے کام لیتے ہوئے اس مسئلے پر مکروہ تحریمی اور عدم جواز کا فتوی لگایا لیکن احادیث مبارکہ، فقہاء احناف کے اقوال اور دور حاضر کے مسلک بریلوی اور دیوبند کے مفتیان کرام کے فتاوی سے یہ ثابت ہوا کہ خواتین اگر شرعی پردے میں تمام شرائط کا لحاظ کرتے ہوئے مسجد یا کسی دینی اجتماع میں جانا چاہیں تو جائز ہے اور باقاعدہ انکو ثواب بھی ملے گا۔

هذاماعندی والله اعلم بالصواب

فقہ المعاملات پر لکھنے کی دعوت

ہم جملہ اہلِ قلم کو فقہ المعاملات پر تحقیقی مقالات لکھنے کی دعوت دیتے ہیں اور مجلّہ فقہ اسلامی کے صفحات جدید فقہی مسائل ومعاملات پر لکھے جانے والے تحقیقی مقالات ومضامین کے لئے پیش کرتے ہیں۔

نیز مقالہ نگار حضرات کے لئے مجلّہ فقہ اسلامی کی ایک سال کی اعزازی ممبرشپ پیش کرتے ہیں۔

(مجلسِ ادارت مجلّہ فقہ اسلامی کراچی)

☆ بیع تعاطی: بیع (ایجاب قبول کیے بغیر قیمت دے کر مبیعہ لے لینا) ☆